چار دن قربانی کا تنقیدی جائزہ

حدیث: ایام التشریق کلها ذبح کا فنی محاسبہ

قربانی صرف تین دن

طفیل احمد مصباحی

ناشر
دار العلوم اشرفیہ
پمپری چنچوڑ، پونہ، مہاراشٹر

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

نام کتاب: قربانی صرف تین دن
"حدیث اور اصولِ حدیث کی روشنی میں"

مولف: محمد طفیل احمد مصباحی

پروف ریڈنگ: محمد علی رضا/محمد عمر دانش (متعلم جامعہ اشرفیہ، مبارک پور)

کمپوزنگ: مہتاب پیامی آپیامی کمپیوٹر گرافکس، نزد جامع مسجد راجہ مبارک شاہ مبارک پور، موبائل نمبر: 9235647041

صفحات: ۶۴

قیمت: ۳۰/روپے

اشاعت اول: ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ/اکتوبر ۲۰۱۲ء

طباعت اول: فیضی آرٹ پریس، گورکھپور

ناشر: نوجوانانِ اہل سنت، کولوٹولہ، زکریا اسٹریٹ، کولکاتہ، مغربی بنگال،
موبائل: 8172920378 , 9748101487,
9831030358, 9836419365

(ملنے کے پتے)

① مولانا اصغر علی مصباحی/محمد علی رضا/سید جاوید منور قادری/جناب شکیل احمد صاحبان زکریا اسٹریٹ، کولکاتہ، مغربی بنگال۔

② المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ۔

③ المجمع المصباحی، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

④ محمد علی رضا، محمد پور، سیتامڑھی، بہار۔

⑤ محمد طفیل احمد مصباحی سبحان پور کٹوریہ، وایا عمر پور، ضلع بانکا (بہار)

Mob: 9621219786

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	تاثرِ گرامی:۔فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی معراج القادری مصباحی	۴
۲	عرض مولف:۔محمد طفیل احمد مصباحی	۶
۳	قربانی کیا ہے؟	۸
۴	قربانی کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ	۹
۵	قربانی کے اسباب اور حکمتیں	۱۰
۶	تمام عبادات میں قربانی	۱۲
۷	قربانی کا مقصد	۱۴
۸	تین عیدوں کا تحفہ	۱۴
۹	قربانی کا وجوب	۱۵
۱۰	قربانی کس پر واجب ہے؟	۱۶
۱۱	مال دار ہونے کا کیا مطلب؟	۱۶
۱۲	قربانی کا وقت	۱۷
۱۳	ایامِ تشریق وتکبیر تشریق	۱۸
۱۴	شہر اور دیہات میں قربانی کا وقت	۱۸
۱۵	قربانی کے جانور	۱۹
۱۶	کن جانوروں کی قربانی جائز ہے اور کن کی نہیں؟	۲۰
۱۷	چرم قربانی کے احکام	۲۱
۱۸	قربانی کے مستحبات	۲۱
۱۹	قربانی کا طریقہ	۲۳

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

۲۰	قربانی صرف تین دن	۲۳
۲۱	قربانی کا اجروثواب	۲۷
۲۲	اسلامی عبادات کی ادائیگی میں وقت کی اہمیت	۲۹
۲۳	تین دن قربانی سے متعلق صحابۂ کرام کا نظریہ	۳۱
۲۴	ایک اصولی گفتگو	۳۴
۲۵	اہل حدیث کی مستدل حدیث	۳۶
۲۶	تین دن قربانی کا کتب احادیث سے ثبوت	۴۰
۲۷	امام مالک کی محدثانہ عظمت	۴۲
۲۸	کتب احادیث میں موطا امام مالک کا مقامِ امتیاز	۴۲
۲۹	تین دن قربانی سے متعلق شارحین موطا کا نظریہ	۴۴
۳۰	چار دن قربانی سے متعلق حدیث کا فنی محاسبہ	۵۰
۳۱	غیر مقلدین سے ایک بنیادی سوال	۵۲
۳۲	حدیث "ایام التشریق کلها ذبح" کی اسنادی حیثیت	۵۲
۳۳	قاضی شوکانی کے نزدیک معاویہ صدفی ضعیف ہے	۵۶
۳۴	تین دن قربانی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی نظر میں	۶۰

تعاون خاص

یہ کتاب مندرجہ ذیل حضرات کے خاص تعاون سے شائع ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال کرے۔ اس عنایت خسروانہ پر ہم ان تمام حضرات کے شکر گزار ہیں۔

(۱) مولانا اصغر خان مصباحی (۲) سعید جاوید منور قادری

(۳) مولانا امتیاز احمد وارثی مصباحی (۴) جناب خورشید چشتی

(۵) محمد احسان کریم (۶) الحاج خورشید عالم (۷) محمد اعجاز احمد

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

تاثر گرامی

فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد معراج القادری مصباحی دام ظلہ العالی

استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین

محب گرامی عزیز اسعد مولانا محمد طفیل احمد مصباحی، نائب مدیر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ کی کاوشِ فکر اور تالیفِ جدید "قربانی صرف تین دن- حدیث اور اصولِ حدیث کی روشنی میں" اپنے خد و خال اور صورت و مواد کے اعتبار سے یقیناً قابل تحسین ہے۔ میں نے مختلف صفحات اور متعدد مقامات سے دیکھا، پسند آئی۔ یہ اپنے موضوع پر ایک شاہ کار اور گراں قدر تحقیقی کتاب ہے۔ غیر مقلدین کی مستدل حدیث "أيام التشريق كلها ذبح" کا جس خوب صورت پیرائے میں ردِّ بلیغ اور ٹھوس انداز میں تضعیف کی ہے اسے دیکھ کر اور پڑھ کر ہر قاری عزیز موصوف کی مدح سرائی کرتا نظر آئے گا۔

حدیث، اصولِ حدیث، فنِ جرح و تعدیل اور اسماء الرجال پر جس قدر ٹھوس اور علمی بحث کتاب میں موجود ہے، اس نے درحقیقت غیر مقلدین کے تمام تانے بانے اور تار و پود بکھیر کر رکھ دیا ہے۔

پوری کتاب مستند حوالوں سے مزین ہے۔ قاری کو کہیں بھی تشنگی کا احساس نہیں ہوتا۔ اب غیر مقلدین کے لیے اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں کہ وہ اپنے خود ساختہ مذہب (چار دن قربانی) سے رجوع کر کے صحیح حدیث پر عمل پیرا ہو جائیں۔

یہ بھی کیا انصاف ہے کہ جب دوسروں کی فکرِ صحیح کو رد کرنا مقصود ہو تو کہا جائے کہ "صحاحِ ستہ" کی ہی کوئی حدیث پیش کی جائے اور لوگوں کو یہ باور کرایا جائے کہ ہم تو صرف "احادیث صحیحہ" پر عمل کرتے ہیں، گویا صحیح حدیثیں صرف "صحاحِ ستہ" میں ہی موجود

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

ہیں۔لیکن اپنا مدعا ثابت کرنا ہو تو "صحاحِ ستہ" کے علاوہ حدیث کی دوسری کتابوں کا سہارا لیا جائے اور اس وقت اندازِ فکر و عمل بدل دیا جائے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

اس تعلق سے بھی عزیزم سلمہ نے نہایت سنجیدہ، مدلل اور تحقیقی گفتگو کی ہے۔ قربانی کے تعلق سے پیش آمدہ خاصے ضروری احکام و مسائل مستند حوالوں کی روشنی میں بقدر ضرورت پیش کیے گئے ہیں۔

اندازِ تحریر اور اسلوب نگارش اتنا عمدہ، موثر اور مدلل ہے کہ پڑھنے کے بعد طبیعت جھوم اٹھتی ہے۔

تین دن قربانی سے متعلق اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے کتب حنفی سے قصداً حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔ بلکہ حدیث اور اصولِ حدیث کی مستند کتابوں سے ہی اپنی بات پیش کرنے کی سعی بلیغ کی گئی ہے تاکہ غیر مقلدین بھی اسے تسلیم کر سکیں۔فقہاے احناف کی باتوں کو یہ حضرات بڑی بے دردی سے رد کر دیتے ہیں اور "حدیث حدیث" کی رٹ لگاتے ہیں۔اب جب کہ تین دن قربانی کے موقف کو حدیث و اصول حدیث کی روشنی میں ثابت کر دیا گیا ہے تو انھیں چاہیے کہ چار دن کے بجائے تین دن ہی قربانی کریں۔ دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب کئی جہت سے مفید اور کارآمد ہے۔ دعا ہے مولیٰ عزوجل اسے قبول عام عطا فرمائے اور مولف موصوف کی عمر میں برکتیں اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔آمین۔

محمد معراج القادری

خادم افتا جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

۲۲/ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ، ۱۲/اکتوبر ۲۰۱۲ء

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

عرضِ مولف

باسمہٖ وحمدہٖ وتعالیٰ و تقدس

یہ مئی ۲۰۱۰ء کی بات ہے جب جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے پہلی بار کسی سمینار میں شرکت کی غرض سے کولکاتہ جانا ہوا۔ تنظیم دعوت قرآن، خضر پور، کولکاتہ، بنگال کے زیرِ اہتمام یہ سمینار منعقد ہوا تھا، جس کے روحِ رواں محب گرامی حضرت مولانا امتیاز احمد وارثی مصباحی تھے۔

سمینار میں دعوت وتبلیغ کے کارواں کو منظم طریقے سے آگے بڑھانے اور دین و سنیت کے فروغ واستحکام کے لیے عہد حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوکر کام کرنے پر زور دیا گیا اور نشست کے آخر میں یہ بھی طے پایا کہ وقت ضرورت شرکا حضرات سے ہر طرح کی دینی علمی، قلمی اور تحریری خدمات حاصل کی جائیں گی۔ تمام شرکا نے اس تجویز پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ سمینار کے ۲/ مہینے بعد کولکاتہ سے میرے پاس ایک پمفلٹ آیا جو غیر مقلدوں کی طرف سے شائع ہوا تھا، اس میں لکھا تھا کہ ”حدیث کی رو سے قربانی ۴/ دن تک ہوسکتی ہے اور ۴/ دن قربانی جائز ہے۔“

مولانا امتیاز احمد وارثی نے احقر سے اس کا جواب لکھنے کو کہا اور ہدایت بھی کی کہ ”جواب صرف حدیث اور اصولِ حدیث کی روشنی میں ہونا چاہیے، کیوں کہ اہل حدیث حضرات (غیر مقلدین) حدیث کی کتابوں کے علاوہ کسی اور کتاب کو نہیں مانتے ہیں۔“ بات معقول تھی، اگرچہ مجھ جیسے ناکارہ علم وفہم رکھنے والے کے لیے یہ کام بہت دشوار تھا، تاہم میں نے جواب لکھنے کی حامی بھر لی۔ اس کے بعد حدیث اور اصولِ حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور اپنے موقف (۳/ دن قربانی) سے متعلق اچھا خاصا مواد اکٹھا کر لیا اور تقریباً ۱۵/ دن کی شب وروز محنت اور جان توڑ کوشش کے بعد ایک مبسوط مقالہ قلم بند کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ الحمدللہ!

ع شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

بغرض اصلاح مفکر اسلام حضرت علامہ عبد المبین نعمانی دام ظلہ العالی کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے ترمیم واصلاح فرمائی۔ کلماتِ تحسین سے نوازا اور اشاعت کا مشورہ بھی دیا۔ میں حضرت کا سراپا ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر نصیب فرمائے۔ اس وقت کتابی شکل میں مقالے کی اشاعت کی نوبت نہ آسکی، اس طرح یہ مقالہ دو سال تک فائل میں پڑا رہا۔ بھلا ہو عزیزم مولوی محمد علی رضا سلمہ (سیتا مڑھی) متعلم جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا جن کے پیہم اصرار سے مقالہ کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں کی زینت بنا۔ عزیز القدر علی رضا سلمہ اپنے سینے میں دین کا سچا درد رکھنے کے ساتھ، تعمیری ذہن اور تنظیمی فکر کے بھی مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں دین کا بے لوث خادم بنائے۔

کتاب کو ظاہری ومعنوی اعتبار سے سجانے اور سنوارنے کی بھر پور کوشش کی گئی ہے اور اس کے لیے جو مشقتیں اٹھانی پڑی ہیں وہ احقر ہی جانتا ہے۔ اپنے موقف کے اثبات میں علمائے احناف وکتب فقہ حنفی سے قصداً اغماض برتا گیا ہے اور بالعموم وہی کتابیں ماخذ اور حوالے کے طور پر پیش کی گئی ہیں جو غیر مقلدین کے نزدیک بھی مسلم ہیں۔

اہل علم سے گزارش ہے کہ کتاب میں کسی قسم کی غلطی دیکھیں تو اطلاع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

استاذ گرامی فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد معراج القادری مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود کتاب کا مطالعہ کیا، بیش قیمت اصلاح فرمائی اور اپنے گراں قدر تاثر سے نوازا، میں جتنا بھی شکریہ ادا کروں وہ کم ہے۔ میں حضرت مفتی صاحب کی بارگاہ میں امتنان وتشکر کا گلدستہ بڑے ادب کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جماعت اہل سنت پر آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

محمد طفیل احمد مصباحی

خادم ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

۱۳؍ اکتوبر ۲۰۱۲ء بروز جمعہ

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

قربانی کیا ہے:

اس سوال کا جواب قدرے تفصیل کے ساتھ یہ ہے کہ قربانی اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں طاعات وعبادات کے ذریعے قربت حاصل کرنے کا نام ہے۔ یعنی عملی اور شعوری طور پر اللہ تعالیٰ کے نافذ کردہ احکام وقوانین کے آگے سر تسلیم خم کردینا ہی قربانی کی غرض وغایت اوراس کا مقصدِ اصلی ہے۔ قربانی زندہ قوموں کی علامت، انبیاے سابقین کی سنت اور پورے انسانی معاشرے کی فلاح وبہبوداور دینی واُخروی کامیابی کی ضمانت ہے۔ قربانی خواہ جان کی ہو یا مال کی یا کسی اور چیز کی وہ بہر حال کامیابی وسرخروئی کا ذریعہ ہوا کرتی ہے۔ قربانی قحط زدہ انسانی معاشرے کولالہ زاراور سرسبز وشاداب بناتی ہے۔ راہِ خدا میں جان ومال کی قربانی پیش کیے بغیر ہمارے ایمان کی کھیتی میں ہریالی نہیں آسکتی۔ قربانی کے ساتھ دین وایمان گویا ایک ہرا بھرا درخت ہےاور قربانی کے بغیر دین وایمان ایک سوکھا درخت۔ دین اگر جسم ہے تو قربانی اس کی روح ہے۔ خداے قادر وقیوم کے حضور جان ومال کی جس قدر قربانیاں پیش کی جائیں گی اسی حساب سے ہمیں اس کا اجرو ثواب بھی ملے گا۔ قربانی لوگوں کی تقدیر کا فیصلہ کرتی ہےاور زوال آمادہ قوموں کوعروج و ارتقااور عظمت ورفعت کے ساتویں آسمان تک پہنچاتی ہے۔

دین وشریعت میں قربانی کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ قربانی کوایک رسمی تہوار یا صرف گوشت کھانے کی عید سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔ قربانی ایک مسلسل جدوجہد کا نام ہے۔ محنت ومشقت میں ڈوب کر ہر حال میں احکامِ الٰہی کی پابندی اور راہِ خدا میں سب کچھ لٹا دینے کا نام قربانی ہے۔ ”عظمت اسلام ومسلم صرف قربانی میں ہے۔“ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ قربانی عظمت ورفعت اور کامیابی وسرخروئی کا ایک مضبوط ذریعہ ہے۔ اہل ایمان نے جب قربانی کی حقیقت و اہمیت کو سمجھا اور اس کے تقاضوں پر عمل کیا، اسلام اور مسلمانوں کی عظمت کا دور دورہ رہا، حکومت واقتدار ہمارے ہاتھوں میں تھا، دنیا پر ہماری حکومت تھی۔ لیکن جب سے قربانی کا جذبہ ماند پڑ گیا، مسلمانوں کی ذلت وپسپائی کا دور شروع ہو گیااور عظمت ورفعت کے بجاے ذلت ونکبت مسلمانوں کی تقدیر ٹھہری۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

قربانی کالغوی واصطلاحی معنیٰ:

"قربانی" یہ لفظ قرب سے بنا ہے اور عربی میں قرب کا معنیٰ ہے: "قریب ہونا، نزدیک ہونا" اور قربانی کے ذریعہ چوں کہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی نزدیکی طلب کی جاتی ہے، اس لیے اسے "قربانی" کہتے ہیں۔ اردو زبان میں "قربانی" کا معنیٰ ہے "حلال ذبیحہ جس کو خاص عیدالاضحیٰ کے موقع پر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔" جب کہ عربی زبان میں اسی مفہوم کی ادائیگی یا کسی دوسری شکل میں نذر خداوندی کے لیے "قربان" بغیر یا کے مستعمل ہے۔ قرآن شریف میں حضرت آدم کے دونوں فرزند ہابیل اور قابیل کے قصے میں "قربان" کا لفظ آیا ہے۔

آیت کریمہ: **"واتل علیھم نبأ ابنی اٰدم بالحق اذقربا قربانا فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الاٰخر"**

ترجمہ: اور آپ پڑھ کر سنایئے انھیں (یہود) آدم کے دو بیٹوں کی خبر ٹھیک، جب دونوں نے قربانی دی تو ایک سے قربانی قبول کی گئی اور دوسرے سے نہیں۔

جسٹس پیر کرم شاہ ازہری اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"قربانی سے مراد کوئی جانور نہیں جو ذبح کیا گیا ہو بلکہ محض نذرِ خداوندی۔ خواہ جنس کی شکل میں ہو یا کسی جانور کی صورت میں۔" (تفسیر ضیاء القرآن، جلد اول، ص: ۴۶۰)

المعجم الوسیط ص: ۷۲۳/ میں ہے:

القربان کل ما یتقرب به إلیٰ اللّٰه عزوجل من ذبیحة وغیرھا.

قربانی ہر اس کام کو کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کیا جاسکے خواہ وہ ذبیحہ کی شکل میں ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور شکل میں۔

اس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف جانور ذبح کرنے کا نام ہی نہیں بلکہ تقرب الٰہی کے پیش نظر جو بھی نیک نام کیا جائے وہ قربانی میں شمار ہوگا، اور اصطلاحِ شریعت میں قربانی ایک مالی عبادت کو کہتے ہیں۔ خاص جانور کو خاص دنوں میں اللہ تعالیٰ کے لیے ثواب اور تقرب کی نیت سے ذبح کرنا یہ قربانی کا اصطلاحی معنیٰ ہے۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

وهى فى الشرع اسم لحيوان مخصوص بسن مخصوص يذبح بنية القربة فى يوم مخصوص. (فتاویٰ عالم گیری، ۵/ ۲۹۱)

قربانی کے اسباب اور حکمتیں:

من جانب اللہ بندوں پر جتنے بھی احکام اور قوانین مقرر ہوا کرتے ہیں، ان کے پس منظر میں بہت ساری حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہوا کرتی ہیں خواہ بندے کی سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔

احکامِ الٰہی کے انھیں رموز و اسرار سے دنیا کو روشناس کرانے کے لیے "علمِ اسرارِ شریعت" کا وجود ہوا۔ ظاہری اعتبار سے قربانی ایک ایسی عبادت ہے جس میں نقصان کے علاوہ کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ جانور کو خریدنا، روپیہ خرچ کرنا اور پھر اسے ذبح کر دینا بظاہر جان و مال کا ضیاع نظر آتا ہے، لیکن باطنی اعتبار سے دیکھیں تو قربانی کے بے پناہ فائدے ہیں۔ مثلاً اسوۂ ابراہیمی کو اپنی زندگی میں نافذ کرنا، مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ کے فلسفے پر عمل کرنا، اخوت و بھائی چارگی اور غربا پروری کا فروغ و استحکام، پورے مسلم معاشرے میں ایثار و ہمدردی، تقویٰ اور پرہیز گاری کو عملاً رائج کرنا وغیرہ۔

قربانی ایک عالم گیر عبادت ہے۔ دین اسلام کے علاوہ یہودیت و نصرانیت میں بھی قربانی کی روایت پائی جاتی ہے۔ البتہ ناموں کا فرق ہے۔ کسی نے قربانی کو "بلیدان" کہا، کسی نے "نزوان" کا نام دیا تو کسی نے "اضحیہ" اور "قربانی" سے اس عبادت کو موسوم کیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

"ولکل امة جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علیٰ مارزقھم من بھیمة الانعام والھکم الٰہ واحد فلہ اسلموا وبشر المخبتین." (سورۃ الحج، ۱۷/ ۲۴)

ترجمہ: اور ہر امت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی تا کہ وہ اللہ کا نام لے اس کے دیے ہوئے بے زبان چوپایوں پر اور تمہارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ مگر غیر مقلدین کی ہٹ دھرمی اور مسلکی عناد کے آگے یہ تمام دلیلیں ہیچ اور بے سود ہیں۔

غیر مقلد حضرات چوں کہ صرف حدیث سے دلیل طلب کرتے ہیں اس لیے آئندہ صفحات میں ان کے دعوؤں کا عباراتِ حدیث واقوالِ محدثین کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے گا اور ثابت کیا جائے گا کہ قربانی واجب ہے اور قربانی کا وقت صرف تین دن ہے۔ چار دن قربانی ناجائز اور سنت کے خلاف ہے۔

قربانی کا اجروثواب:

امام ابن ماجہ (متوفی: ۲۷۳ھ) قربانی کے اجروثواب پر مشتمل یہ حدیث اپنی سندوں کے ساتھ نقل فرماتے ہیں:

"صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! قربانی کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ نے پھر عرض کیا، اس میں کیا ثواب ہے؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔ صحابۂ کرام مزید دریافت کرتے ہیں، اُون کا حکم کیا ہے؟ بارگاہِ رسالت سے جواب ملتا ہے: اُون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔" **(سنن ابن ماجه، ص: ۵۳۵/ مطبوعه دار احیاء التراث العربی، بیروت)**

امام ترمذی (متوفی: ۲۹۷ھ) اپنی جامع اور امام ابن ماجہ (متوفی: ۲۷۳ھ) اپنی سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:

"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عید الاضحیٰ کے دن ابن آدم کا کوئی عمل اللہ عزوجل کے نزدیک قربانی سے زیادہ پسندیدہ نہیں، قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگوں، بالوں اور کُھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہو جاتا ہے، لہٰذا تم خوب اچھی طرح قربانی کرو۔" **(جامع ترمذی، ص: ۴۳۶، مکتبه دار احیاء التراث العربی/ سنن ابن ماجه، ص: ۵۳۵، مطبوعه دار احیاء التراث العربی، بیروت)**

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

قربانی کا وجوب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من کان له سعة ولم یضح فلا یقربن مصلٰنا.

ترجمہ: جس کے اندر قربانی کی استطاعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری گاہ کے قریب نہ آئے۔ (سنن ابن ماجه، ص: ٥٣٤، دار احیاء التراث، بیروت)

جندب ابن سفیان بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

شهدت النبی صلی الله علیه وسلم یوم النحر فقال: من ذبح قبل الصلوٰة فلیعد مکانها اخریٰ ومن لم یذبح فلیذبح.

(بخاری شریف، ص: ١١٦١، دارالکتاب العربی، بیروت)

ترجمہ: میں عیدالاضحیٰ کے دن حضور کے ساتھ تھا، آپ نے ارشاد فرمایا: جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کی ہے وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے ابھی قربانی نہیں کی ہے وہ اب قربانی کرے۔

مسلم شریف میں اتنی عبارت کا اور اضافہ ہے۔ **(فلیذبح بسم الله)**

جندب ابن سفیان سے مروی یہ حدیث صحاحِ ستہ میں موجود ہے۔ امام بخاری کے علاوہ امام مسلم، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام ابوداؤد ونسائی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

ان دونوں حدیث سے ثابت ہوا کہ قربانی واجب ہے، اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم قربانی نہ کرنے والوں کے حق میں اتنا سخت حکم نہیں فرماتے کہ "صاحب استطاعت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرنے والا ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔" نیز اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو نماز عیدالاضحیٰ سے پہلے قربانی کرنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ قربانی کا حکم ہرگز نہ دیتے۔ یہ زجر وتوبیخ اس بات کی دلیل ہے کہ قربانی واجب ہے، صرف سنت نہیں۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

قربانی کے وجوب کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ"

ترجمہ: اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

نیز حدیث میں فرمایا گیا: "**ضحوا**" قربانی کرو۔ قرآن اور حدیث دونوں میں قربانی کے لیے امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے۔ لہٰذا قربانی واجب ہے۔ اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ "قربانی تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے" تو اس سنت سے یہ مراد نہیں کہ قربانی "سنت مؤکدہ" ہے بلکہ یہاں سنت سے مراد "طریقہ" ہے۔ جیسا کہ حدیث "**من تمسك بسنتي عند فساد امتي**" میں سنت سے "طریقہ" مراد ہے۔

اسلامی عبادات کی ادائیگی میں وقت کی اہمیت:

دین اسلام میں جتنی اہم اور مہتم بالشان عبادتیں ہیں، مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ، ان میں وقت کی رعایت اور وقت پر ان کی ادائیگی بہت ضروری ہے۔ نماز کے بارے میں وقت سے متعلق قرآن میں آیا ہے:

"اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا"

ترجمہ: نماز مومنوں پر الگ الگ وقت میں فرض ہے۔ یعنی پنج وقتہ نماز میں سے ہر ایک کا وقت مقرر ہے۔

حج کے بارے میں فرمایا گیا:

"اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ"

یعنی حج کے لیے معلوم اور متعین مہینے ہیں۔

اسی طرح قربانی کے بارے میں حدیث آئی ہے:

من ذبح قبل الصلوٰة فليعد مكانها اخرىٰ.

کہ جس نے نماز عید الاضحیٰ سے پہلے قربانی کی وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے۔

روزے سے متعلق قرآن کا ارشاد ہے:

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

"أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ"

رات تک یعنی سورج ڈوبنے تک روزہ پورا کرو۔

غرض کہ ان عباداتوں کو وقت کے ساتھ اس طرح مربوط اور مشروط کردیا گیا ہے کہ "اذا وجد وجد، انتفیٰ انتفیٰ" والی صورت پیدا ہوگئی ہے۔ اگر یہ عبادتیں وقت سے پہلے ادا کی جائیں تو سرے سے عبادت درست ہوگی ہی نہیں اور اگر وقت گزر جانے کے بعد یہ عبادتیں انجام دی جائیں تو ان کی معنویت اور چاشنی ہی ختم ہوجائے گی۔ نیز وقت گزر جانے کے بعد یہ عبادتیں ادا کے بجائے قضا کہلائیں گی اور قضا موجبِ عتاب ہے۔ تو اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلامی عبادات کی ادائیگی میں وقت کی رعایت کتنی اہمیت رکھتی ہے۔ لہٰذا ان عبادات کی ادائیگی میں شریعت کے متعین کردہ اوقات کی پابندی بہر حال ضروری ہے۔

قربانی بھی انھیں عباداتوں میں سے ایک ہے جس میں وقت کی رعایت اور پابندی ضروری ہے۔ قربانی کے اجر و ثواب اور اس عمل کے محبوب و مستحسن ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں، ہاں! قربانی کا وقت کب سے کب تک ہے؟ اور قربانی کتنے دنوں تک جائز ہے؟ اس مسئلے میں ائمۂ کرام کا اختلاف ہے۔ وہ بھی اس حد تک کہ امام شافعی (متوفیٰ: ۲۰۴ھ) کے علاوہ باقی تینوں امام یعنی امام اعظم (متوفی: ۱۵۰ھ) امام مالک (متوفیٰ: ۱۷۹ھ) اور امام احمد بن حنبل (متوفیٰ ۲۴۱ھ) کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قربانی صرف ۳/دن تک جائز ہے (۱۰/تا ۱۲/ذی الحجہ) اور بقرعید کے بعد تیسرے دن یعنی ۱۳/ذی الحجہ کو قربانی جائز نہیں، ان ائمہ ثلاثہ کے علاوہ صحابۂ کرام میں حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن عمر و حضرت انس رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مسلک ہے کہ قربانی صرف ۳/دن تک جائز ہے۔ تفصیلی دلائل سے پہلے مذاہب اربعہ کے ماہر، مسلک امام شافعی کے جلیل القدر ترجمان امام نووی شافعی (متوفیٰ: ۶۷۶ھ) کی یہ عبارت غور سے پڑھیں تاکہ ہمارے دعویٰ کی تصدیق ہوسکے۔

وأما آخر وقت التضحية فقال الشافعي: تجوز في يوم النحر وأيام التشريق الثلاثة بعده .... وقال أبو حنيفة ومالك و

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

أحمد: تختص بیوم النحر و یومین بعده وروی هٰذا عن عمر بن الخطاب وعلی وابن عمر وأنس رضی الله عنهم.

(شرح صحیح مسلم للنووی، ج:۱۳، ص:۸۹، مکتبہ دار المنار، بیروت)

اسے بھی حسن اتفاق کا کرشمہ ہی کہہ لیجیے کہ اس دینی وفقہی مسئلے میں تین الگ الگ مسلک کے امام متفق ہیں۔ ۷/جلیل القدر صحابۂ کرام اور امام شافعی کے علاوہ باقی تینوں مسلک کے امام کا اس مسئلے پر اتفاق، اس بات کی مضبوط دلیل ہے کہ صرف ۳/دن تک قربانی جائز ہونے کا نظریہ زیادہ مستحکم، راجح اور اقویٰ ہے۔ کیوں کہ یہ صحابۂ کرام اور ائمہ عظام احادیث طیبہ کو اِن چلہ کش مولویوں (غیر مقلدوں) سے زیادہ سمجھتے تھے جو آج صرف ۴۰/دن کا تبلیغی ورک شاپ مکمل کر کے "محدث" بن جاتے ہیں۔

۳/دن قربانی سے متعلق صحابۂ کرام کا نظریہ:

اوپر امام نووی شافعی کی عبارت گزری کہ امام اعظم، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے علاوہ ۴/صحابۂ کرام حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کا بھی یہی نظریہ ہے کہ قربانی ۳/دن تک ہی جائز ہے۔ البتہ امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے۔ وہ ۴/دن تک قربانی کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کے بعد تیسرے دن بھی قربانی ہوسکتی ہے۔

امام نووی نے تین دن قربانی سے متعلق ۴/صحابۂ کرام کا ذکر فرمایا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ۴/نہیں بلکہ ۶/صحابۂ کرام سے یہ روایت منقول ہے کہ ایامِ قربانی صرف ۳/دن ہیں۔ ان ۶/جلیل القدر صحابہ میں ۴/کا ذکر تو امام نووی نے خود کیا ہے۔ باقی ۲/صحابی جن سے ۳/دن قربانی کی روایت ثابت ہے وہ رئیس الحفاظ حضرت ابو ہریرہ اور حبرِ امت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم ہیں۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی (متوفی:۶۲۰ھ) نے صحابۂ کرام میں سے حضرت عمر، علی، ابو ہریرہ، ابن عباس، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم کے متعلق لکھا ہے کہ ۱۰/ذی الحجہ اور اس کے بعد صرف ۲/دن تک قربانی جائز ہونے میں ان حضرات کا بھی یہی نظریہ ہے۔ (المغنی

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

لابن قدامه حنبلی، ج:۳، ص: ٤٣٢، مکتبة الرياض، سعودی عرب)

علامہ بدرالدین عینی (متوفی: ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

الأضحية جائزة فی ثلثة أيام، يوم النحر أولها والثانی والثالث هما يومان بعد يوم النحر وبه قال مالك وأحمد والثوری وهو قول ستة من الصحابة رضی الله عنهم وهم عمر و علی و ابن عباس و ابن عمر و ابو هريرة وأنس.

(البناية شرح الهداية، ج:٤، ص:١٧٦، المكتبة الإمدادية مكه مكرمه)

شیخ زکریا کاندھلوی نے موفق کے حوالے سے ۳/دن قربانی کے بارے میں جو عبارت نقل کی ہے، اس میں حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس کا ذکر ہے۔ عبارت یہ ہے:

وأما آخره (ای آخر وقت الأضحية) فقد قال الموفق: آخر اليوم الثانی من أيام التشريق فتكون أيام الأضحية ثلاثة، يوم العيد و يومان بعده وهٰذا قول عمر و علی و ابن عمر و ابن عباس و أبی هريرة وأنس. (اوجز المسالك إلى موطا إمام مالك، ج:٩، ص:٣١٧، دارالكتب العلمية، بيروت)

حافظ ابن عبدالبر (متوفی: ۴۶۳ھ) نے حضرت عمر کے علاوہ باقی ۵/صحابۂ کرام کا ذکر کیا ہے۔ (الاستذكار لابن عبد البر، ج:٥، ص:٢٤٥، دارالكتب العلمية، بيروت)

صرف ۳/دن تک قربانی جائز ماننے والے صحابہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود بھی ہیں۔ چناں چہ علامہ عینی نے صاحب استذکار کے حوالے سے لکھا ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: قربانی کا وقت تین دن ہے۔ (البناية شرح الهداية للعينی، ج:٤، ص:١٧٧، المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة)

اب کل ملا کر ۷/صحابۂ کرام ہو گئے جن سے صرف ۳/دن قربانی کی روایت منقول ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی صرف ۳/دن تک قربانی کو جائز مانتے ہیں جیسا

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کہ اوپر گزرا۔

اب ذرا چشم بصیرت سے یہ عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں۔غیر مقلدین کے پیشوا ابن قیم جوزی، حضرت مجاہد کا قول نقل کرتے ہیں:

إذا اختلف الناس فی شيئ فانظروا ماصنع عمر فخذوا به.

(إعلام الموقعین، ص: ٦٦، دارالکتب العلمیة، بیروت)

ترجمہ: جب کسی مسئلے میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہوتو دیکھو کہ حضرت عمر کی رائے کیا ہے؟ تو بلا جھجک حضرت عمر کی رائے کو اپنا لو اور ان کے موقف کو تسلیم کرلو۔

صحابۂ کرام کی عدالت وثقاہت پر پوری امت کا اجماع ہے۔ائمہ ومحدثین کا دو ٹوک فیصلہ ہے:

الصحابة کلهم عدول عند أهل السنة والجماعة. (الباعث الحثیث فی اختصار علوم الحدیث، ص: ١٥٠، مکتبة دارالتراث، بیروت)

ان ۷ رجلیل القدر اور مہتم بالشان صحابۂ کرام میں ہر ایک آسمانِ علم وفضل کے بدرِ کامل ہیں۔حضرت ابوہریرہ، حبرامت حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا شمار مکثرین صحابہ میں ہوتا ہے۔**(الباعث الحثیث، ص: ١٥٣)**

اور جہاں تک حضرت عمر، حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی بات ہے تو ان کا علمی مقام ومرتبہ مذکورہ چاروں مکثرین صحابہ سے بھی کہیں اعلیٰ وارفع ہے۔

امام نووی شافعی (متوفی: ٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

”تمام صحابۂ کرام کا علم ۶ر افراد پر ختم ہوتا ہے، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابودردا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔پھر ان ۶ر صحابۂ کرام کا علم حضرت علی اور حضرت ابن مسعود پر ختم ہوتا ہے۔“ **(تقریب النووی مع تدریب الراوی، ج:٢، ص:٢١٨، المکتبة العلمیة، مدینہ منورہ)**

جب دلیل سے یہ بات ثابت ہوچکی کہ صرف ۳ر دن تک قربانی جائز ہونے کا

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

نظریہ،صرف امام اعظم ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل ہی کا نہیں بلکہ ۷رجلیل القدر صحابۂ کرام کا بھی یہی نظریہ ہےتو اب لگے ہاتھوں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اِن صحابۂ کرام نے محض اپنی رائے یا طبیعت سے یہ نظریہ قائم نہیں فرمایا بلکہ انھوں نے یا تو حضور سے سنا ہے یا پھر حضور کو اس پر عمل کرتے دیکھا ہے۔حضرت عمراور حضرت علی جیسے عظیم المرتبت، دین شناس اور شریعت مزاج دین کے معاملے میں جو غایت درجہ احتیاط فرماتے تھے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

لہٰذا ان ۷رصحابۂ کرام کے اس موقف (۳ردن قربانی جائز ہونے) کو معنًا

”سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كذا او رأيته فعل كذا“

کی منزل میں اتارلیا جائے گا۔اور جب کوئی صحابی کہے کہ ”میں نے حضور سے فلاں بات سنی یا حضور کو فلاں کام کرتے دیکھا“ تو محدثین کے نزدیک یہ قول بالاتفاق معتبر ہے۔

حافظ ابن کثیر (متوفی: ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أما لو قال (الصحابی) سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كذا أو رأيته فعل كذا، فهو مقبول لامحالة إذا صح السند إليه.

(الباعث الحثيث فی اختصار علوم الحديث، ص:۱۵۷، دارالتراث، بیروت)

جب کسی صحابی کا قول، رائے یا قیاس پر مبنی نہ ہو تو وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے۔سلیمان وہبی غاوجی لکھتے ہیں:

قول الصحابی فیما لایدرك بالرای لهٗ حكم المرفوع.

(محاضرات فی تاریخ الفقه الإسلامی، ص:۱۴، دارالبشائر، بیروت)

قارئین کرام! اب آپ ہی فیصلہ کریں اور انصاف سے بتائیں کہ ہم ان صحابۂ کرام کی بات مانیں جو صرف ۳ردن قربانی کو جائز مانتے ہیں یا پھر آج کے غیر مقلدین کی بات مانیں جو ۴ردن قربانی کو تشدد کی حد تک جائز بتاتے ہیں۔

ایک اصولی گفتگو:

اوپر کی گفتگو سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ صرف ”صحاحِ ستہ“ ہی قابل حجت نہیں، بلکہ

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

دیگر کتب احادیث بھی قابل حجت ہیں اور اپنے موقف کی تائید و اثبات میں ان کتب احادیث کا سہارا لے کر ان سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ غیر مقلد حضرات نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے، ان میں سے ایک بھی کتاب "صحاحِ ستہ" میں سے نہیں ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ "صحاحِ ستہ" میں ۴/ دن قربانی جائز ہونے سے متعلق کوئی حدیث ہے ہی نہیں۔ اسی لیے تو اہل حدیث حضرات نے "غیر کتب ستہ" کا حوالہ دیا ہے؟ اور اس طرح اصولی اعتبار سے غیر مقلد حضرات نے اپنے مقلد بھائیوں کے حق میں یہ جواز فراہم کر دیا ہے کہ وہ بھی ہماری طرح اپنے موقف کو "صحاحِ ستہ" کے علاوہ دیگر کتبِ احادیث سے ثابت کر سکتے ہیں۔

لہٰذا اگر ہم ذیل میں اپنے موقف یعنی ۳/ دن قربانی جائز ہونے کی تائید میں "صحاحِ ستہ" کے بجائے دیگر کتب احادیث (جن کی صحت پر اہل علم کا اتفاق ہے) سے دلیل پیش کریں تو ان کو اخلاقی اور اصولی حیثیت سے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مجھ سے اس بات کا مطالبہ اور اصرار کریں کہ "صحاحِ ستہ" ہی سے دلیل پیش کرو۔ بخاری و مسلم ہی سے اپنی بات ثابت کرو۔ اس طرح کا مطالبہ انصاف و دیانت کے ساتھ بہت بڑا مذاق ہے۔

ہاں! غیر مقلد حضرات زیر بحث مسئلہ میں یہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ جب ۳/ دن کے علاوہ ۴/ دن تک قربانی جائز ہونے کی روایت بھی موجود ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ۳/ دن قربانی سے متعلق روایت کو ترجیح دی جا رہی ہے؟ اور ۴/ دن والی روایت کو نظر انداز کیا جا رہا ہے؟

"فنِ اصول حدیث" کی روشنی میں ہم اس کا جواب دیں گے کہ ۴/ دن قربانی سے متعلق روایت میں ضعف اور سخت اضطراب ہے۔ ائمۂ جرح و تعدیل نے اس روایت کے راویوں پر سخت کلام کیا ہے۔ مسلک شافعی کے علما (مثلاً علامہ ابن حجر عسقلانی وغیرہ نے) جن کے یہاں ۴/ دن قربانی جائز ہے اور ان کی مستدل یہی روایت "أيام التشريق كلها ذبح" ہے، انھوں نے بھی اس کے راوی پر سخت کلام کیا ہے۔ اور اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (تفصیل نیچے آ رہی ہے۔)

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

تو ۴/دن والی روایت غیر معتبر ہے اور ۳/دن قربانی سے متعلق روایت چوں کہ ضعف اور اضطراب سے خالی ہے، اس لیے ہم نے ۳/دن والی روایت کو قبول کر لیا ہے۔ اور ۴/دن والی روایت کو چھوڑ دیا ہے۔ آپ لوگوں کی طرح حدیث پر ہم لوگ بھی عمل کرتے ہیں۔ یہ حدیث ہی میں تو ہے کہ اچھی چیز لے لو اور پراگندہ چیز چھوڑ دو۔ "**خذما صفا ودع ماكدر**" اسی حدیث پر ہم نے عمل کیا ہے کہ ضعف اور اضطراب کے باعث گدلا ہو جانے والی ۴/دن کی روایت کو ہم نے چھوڑ دیا ہے اور ضعف سے خالی صاف وشفاف ۳/دن والی روایت کو ہم نے لے لیا ہے۔

یوں ہی یہ بات بھی قابل غور ہے کہ چوتھے دن کی قربانی مختلف فیہ ہے، نیز اس کے صحیح ہونے نہ ہونے کا شبہہ ہے۔ جب کہ تین دن تک کی حدیثوں پر عمل کرنے میں اطمینان ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں شک ہو اس کو چھوڑ دو اور اسے اختیار کرو جو شک وشبہہ سے پاک ہو تو چوتھے دن قربانی کر کے اپنی قربانی کو شک کے خطرے میں ڈالنا کون سی عقل مندی ہے؟ اور جب کہ تین دن کا حکم احادیث صحاح سے ثابت ہے اور چار دن والی حدیث ضعیف ہے، تو صحیح حدیث کو چھوڑ کر ضعیف حدیث کو پکڑنا بھی غیر مقلدین سے عجیب ہے!

اہل حدیث کی مستدل حدیث:

اہل حدیث حضرات نے ۴/دن قربانی سے متعلق حدیث "**أيام التشريق كلها ذبح**" سے استدلال کیا ہے اور حوالے میں امام احمد بن حنبل کی "مسند" امام بیہقی کی "سنن کبریٰ" علامہ ابن قدامہ حنبلی کی "المغنی" ابن تیمیہ کی "منتقی الاخبار" ابن قیم کی "زاد المعاد" اور قاضی شوکانی کی "نیل الاوطار" کو پیش کیا ہے۔ غیر مقلد حضرات کو صحاح ستہ سے یا کم از کم کسی صحیح حدیث سے اپنا موقف ثابت کرنا چاہیے، کیوں کہ یہ لوگ ائمۂ مذاہب کے اقوال و ارشادات اور ان کی کتابوں کے مندرجات کو بالعموم تسلیم نہیں کرتے ہیں اور بات بات پر بخاری، مسلم اور صحیح حدیث کی رٹ لگاتے ہیں۔

غیر مقلدین سے جب میں نے سوال کیا کہ جناب! صحاحِ ستہ سے دلیل پیش کیجیے

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

اور کوئی ایسی حدیث صحاح ستہ میں دکھایئے جس سے ثابت ہو سکے کہ قربانی ۴ر دن تک بھی ہوسکتی ہے؟ اہل حدیث کی طرف سے جواب ملتا ہے۔"اگر اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے"صحاحِ ستہ" میں کوئی حدیث نہ ملے تو حدیث کی دوسری کتابوں سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے۔ ایک مقلد (راقم طفیل احمد) پھر سوال کرتا ہے کہ جب مقلد حضرات اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے"صحاحِ ستہ" سے حدیث نہ ملنے کی صورت میں دیگر کتب احادیث سے استدلال کرتے ہیں تو آپ لوگ اس حدیث کو تسلیم کیوں نہیں کرتے؟ اہل حدیث (غیر مقلد) کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے۔ نادان! تم سمجھتے نہیں، ہم غیر مقلد ہیں، ہم لوگ"صحاحِ ستہ" سے صرف دلیل طلب کرتے ہیں، باقی"صحاح ستہ" سے ہی دوسروں کو دلیل فراہم کرنا یہ کوئی ضروری نہیں سمجھتے۔ قارئین کچھ سمجھا آپ نے؟

معلوم ہونا چاہیے کہ علامہ ابن قدامہ نے حدیث"أيام التشريق كلها ذبح" کو نقل تو کیا ہے مگر اس پر اپنی رضامندی کا اظہار نہیں کیا ہے بلکہ کھلے لفظوں میں لکھا ہے:

وقت الأضحية ثلاثة أيام: يوم النحر و يومان بعده.

اور ۴ر دن قربانی جائز ماننے والوں کی پرزور انداز میں تردید کی ہے۔ (المغنی لابن قدامه حنبلی، ج:۳، ص:۴۳۲، مکتبة الرياض الحديثة، سعودی عرب)

اسی طرح امام بیہقی نے"أيام التشريق كلها ذبح" والی روایت نقل کرنے کے بعد سلسلۂ سند کے ایک راوی"سويد بن عبد العزيز" کے متعلق لکھا ہے:

وهو ضعيف عند بعض اهل النقل.

(السنن الكبرىٰ للبيهقي، ج:۱۴، ص:۲۴۶، مطبوعه، دار الفكر، بيروت)

دلچسپ اور قابل ذکر بات تو یہ ہے کہ امام بیہقی نے"أيام التشريق كلها ذبح" والی یہ روایت ذکر کر کے اس کے راویوں پر جرح کی ہے جب کہ تین دن قربانی جائز ہونے سے متعلق روایت کو متعدد سندوں سے ذکر کرنے کے بعد اس کے راویوں پر نہ کسی طرح کا کلام کیا ہے اور نہ کسی قسم کی کوئی جرح فرمائی ہے۔

غیر مقلد حضرات کی یہ مستدل روایت"أيام التشريق كلها ذبح" کے راویوں

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

پر صرف امام بیہقی نے ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے ائمۂ جرح وتعدیل نے بھی اس کے راویوں پر جرح کی ہے۔ بعض ائمۂ فن نے تو اس روایت کو ایک سند سے "موضوع" بھی قرار دیا ہے۔

اصولِ حدیث اور فنِ جرح وتعدیل کے اعتبار سے اس روایت میں یہی سب خامیاں تھیں جن کی بدولت امام اعظم، امام مالک، اور امام احمد بن حنبل نے اس روایت کو قبول نہیں کیا۔ اور ۳/دن قربانی جائز ہونے سے متعلق روایت کو ہی ترجیح دی۔

بہرکیف! غیر مقلد نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے "صحاحِ ستہ" کو چھوڑ کر (صحاحِ ستہ کا حوالہ نہ دینے کا بنیادی سبب ۴/دن والی روایت کا صحاحِ ستہ میں موجود نہ ہونا ہے۔) دیگر کتب احادیث کا حوالہ پیش کر کے دبے لفظوں میں اس حقیقت کا گویا اعتراف کرلیا ہے کہ "صحیح حدیث" کا ذخیرہ صرف "صحاحِ ستہ" ہی میں محفوظ نہیں ہے بلکہ اور بھی کتابیں ہیں جن میں "صحیح احادیث" درج ہیں یا کم از کم وہ اس لائق ہیں کہ انھیں استدلال اور ثبوت میں پیش کیا جاسکے۔

لیکن تجربہ اور مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات کتب احادیث میں صرف "صحاحِ ستہ" ہی کو مانتے ہیں اور باقی کتب احادیث کو بڑی حقارت اور بے دردی کے ساتھ نا قابلِ عمل اور پایۂ اعتبار سے ساقط گردانتے ہیں۔

غیر مقلدین کی طرف سے ۴/دن قربانی جائز ہونے سے متعلق روایت کو ثابت کرنے کے لیے امام احمد بن حنبل اور امام بیہقی کے علاوہ ابن تیمیہ، ابن قیم جوزی اور قاضی شوکانی کی کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ایمان کی کہیے تو یہ لوگ آخر الذکر تینوں حضرات کو فقہی نقطۂ نظر سے عبادات ومعمولات کی ادائیگی میں اپنا امام تسلیم کرتے ہیں اور ان کے اقوال وارشادات کو "وحیِ آسمانی" کا درجہ دیتے ہیں۔ ویسے بھی بنیادی طور پر غیر مقلد حضرات ائمۂ اربعہ میں امام احمد بن حنبل کی تقلید کرتے ہیں۔ اگرچہ قولاً اس کا اظہار نہیں کرتے لیکن عملاً تقلید امام احمد بن حنبل کا ثبوت دیتے ہیں۔ اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اگر کوئی غیر اہل حدیث "تقلید ائمہ" کا دم بھرتا ہے تو یہ حضرات اسے برا بھلا تو کہتے ہی ہیں ساتھ میں ان ائمۂ کرام کو بھی برا بھلا کہہ کر اپنے دل کا بخار نکالتے ہیں۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

خیر یہ تو ضمنی بات تھی۔ اب اصولی اعتبار سے جماعت غیر مقلدین سے میرا سوال ہے کہ کتب احادیث میں جب "صحاحِ ستہ" ہی معتبر ہیں باقی دیگر کتب احادیث ساقط الاعتبار اور نا قابل حجت ہیں تو آپ حضرات بھی اپنا موقف (۴ر دن قربانی) صحاحِ ستہ ہی سے ثابت کریں اور بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ سے کوئی ایسی حدیث پیش کریں، جس سے ثابت ہو سکے کہ واقعی قربانی ۴ر دن تک ہو سکتی ہے۔

ہم نے گزشتہ صفحات میں ذکر کیا ہے کہ ان کی مستدل روایت "**أيام التشريق كلها ذبح**" صحاحِ ستہ میں موجود نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی ایسی حدیث "صحاحِ ستہ" میں موجود ہے جس سے ۴ر دن قربانی کا جواب فراہم ہو سکے۔ شاید اس لیے مجبور ہو کر غیر مقلد حضرات نے "صحاحِ ستہ" کے علاوہ دوسری کتب حدیث کا سہارا لیا ہے اور ان کا حوالہ دیا ہے۔ جب معاملہ ایسا ہی ہے اور اپنے موقف پر "صحاحِ ستہ" کے علاوہ دیگر کتب احادیث سے استدلال کیا جا سکتا ہے تو پھر غیر مقلد حضرات کو خدا کے لیے "صحاحِ ستہ" کا ڈھنڈورا پیٹنے سے باز آ جانا چاہیے اور بات بات پر یہ کہنا کہ "یہ حدیث بخاری میں کہاں ہے؟ مسلم میں کہاں ہے؟ ترمذی میں ہو تو دکھاؤ؟ یہ ناٹک بہت پرانا ہو گیا، اب غیر مقلدوں کو یہ ناٹک بند کر دینا چاہیے۔ اور جس طرح اپنے موقف کو وہ لوگ "صحاحِ ستہ" کے علاوہ دیگر کتب احادیث سے ثابت کرنے کا حق رکھتے ہیں اسی طرح دوسروں کو بھی یہ حق اور اختیار ملنا چاہیے کہ وہ بھی اپنے موقف کو "صحاحِ ستہ" کے علاوہ دیگر کتب احادیث سے ثابت کریں۔ یہی انصاف کا تقاضہ ہے۔

کیا صحاحِ ستہ کے مصنفین نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ "صحیح احادیث" صرف ہماری ہی کتابوں میں ہیں یا ہم نے تمام "صحیح احادیث" کا احاطہ کر لیا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں! ان حضرات نے ایسا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ بخاری، بخاری اور "صحیح حدیث" کی رٹ لگانے والے کیا امام بخاری کے اس قول سے اس حد تک غافل ہیں؟ "**ما اوردت فی کتابی هذا إلا ما صح وتركت كثيرا من الصحاح**" (**مقدمۂ مشکوٰۃ المصابیح، ص:۷**)

کہ ہم نے اپنی اس کتاب (بخاری) میں صرف صحیح احادیث ہی ذکر کی ہیں اور

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

بہت ساری ”صحیح احادیث“ کو چھوڑ دیا ہے۔

امام بخاری کے اس اعترافِ حقیقت کے بعد یہ بات پوری طرح واضح ہوگئی کہ ”صحیح احادیث“ صرف بخاری ہی میں نہیں، بلکہ حدیث کی اور بھی بہت سی کتابیں ہیں، جن میں ”صحیح احادیث“ موجود ہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ:

الكتب الستة المشهورة المقررة فى الإسلام التى يقال لها الصحاح الست وفى هذه الكتب أقسام من الأحاديث من الصحاح والحسان والضعاف وتسميتها "بالصحاح الست" بطريق التغليب. (مقدمۂ مشکوٰۃ، ص:۷)

یعنی بخاری و مسلم، ترمذی وغیرہ کو غلبہ واکثریت کے لحاظ سے ”صحاحِ ستہ“ کہا جاتا ہے ورنہ درحقیقت صحیح احادیث کے علاوہ حسن اور ضعیف احادیث بھی ان کتابوں میں موجود ہیں۔

حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں:

”بخاری و مسلم کے علاوہ دیگر ائمۂ حدیث کی کتابوں میں بھی صحیح احادیث ہیں، مثلاً امام ابوبکر بن خزیمہ، امام ابوالحسین دارقطنی وغیرہ۔“

(علوم الحدیث، ص:۳۳، المکتبۃ الإسلامیہ، مدینہ منورہ)

کتب احادیث کے اقسام میں سے ایک قسم ”مستدرک“ بھی ہے اور ”مستدرک“ حدیث کی کس کتاب کو کہتے ہیں یہ بات غیر مقلد حضرات کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ کتب مستدرک کو دیکھ کر بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ”صحاحِ ستہ“ کے علاوہ حدیث کی اور بھی کتابیں ہیں جن میں بخاری وغیرہ میں درج ہونے سے رہ جانے والی صحیح احادیث کا استدراک اور اضافہ کیا گیا ہے۔

۳/دن قربانی کا کتبِ احادیث سے ثبوت:

صرف ۳/دن قربانی جائز ہونے کی سب سے مضبوط اور قوی دلیل ”موطا امام

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

مالک" کی حدیث ہے۔ امام مالک (متوفی: ۱۷۹ھ) رضی اللہ عنہ اپنی کتاب میں یہ حدیث نقل فرماتے ہیں:

حدثني يحيىٰ عن مالك عن نافع أن عبد الله بن عمر قال: الأضحىٰ يومان بعد يوم الأضحىٰ. (المؤطا للإمام مالك، حديث نمبر: ١٠٥٢، ص: ٢٧٦، المكتبة العصرية، بيروت)

ترجمہ: نافع سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا: قربانی کا وقت ۱۰/ ذی الحجہ (بقرعید) کے بعد دو دن ہے۔

عن مالك أنهٗ بلغه عن علي بن أبي طالب مثل ذلك.

(المؤطا للإمام مالك، حديث نمبر: ١٠٥٢، المكتبة العصرية، بيروت)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کے مثل روایت منقول ہے۔ یعنی قربانی کے وقت کی مقدار ۱۰/ تا ۱۲/ ذی الحجہ (۳/ دن) ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی: ۸۵۲ھ) نے "موطا امام مالک" کی اس حدیث کی تائید و توثیق فرمائی ہے جس میں حضرت علی و ابن عمر سے ۳/ دن قربانی جائز ہونے کی روایت منقول ہے۔ چناں چہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وأما علي فذكره مالك في المؤطا عنه بلاغًا .... وفي المؤطا عن نافع عن ابن عمر أنه كان يقول: الأضحىٰ يومان بعد يوم الأضحىٰ. (الدراية في تخريج أحاديث الهداية من الآخرين، ص: ٤٣٠، مجلس بركات، مباركپور)

شارحین موطا کے اقوال و آرا بعد میں پیش کیے جائیں گے مگر اس سے قبل "موطا" اور اس کے مصنف حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی صحت و ثقاہت پر کچھ روشنی ڈالنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہو سکے کہ موطا اور صاحب موطا کا اعتبار نہیں ہے۔ اگر موطا امام مالک کا اعتبار نہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کی کوئی بھی غیر آسمانی کتاب لائق اعتبار اور قابل استناد نہیں۔ غالباً "موطا امام مالک" حدیث کی پہلی کتاب ہے۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

امام مالک کی محدثانہ عظمت:

علم وفضل اورشرف وکمال میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کو جو بلندترین مقام حاصل ہے، اس سے اہل علم و دانش اچھی طرح واقف ہیں۔ آپ کے علوِ مرتبت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ آپ "تبع تابعین" میں سے ہیں، جن کے عہد کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے "خیر القرون" فرمایا ہے۔ تبع تابعین میں علم وفضل اور صحت و ثقاہت کے لحاظ سے آپ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ امام شافعی جیسے جلیل القدر امام آپ کے قابل فخر شاگرد ہیں۔ فن جرح وتعدیل کے ۲رمقتدر امام یحییٰ بن سعید قطان (آپ امام اعظم کے تلامذہ میں سے ہیں) اور یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

مالك أمير المؤمنين في الحديث.

یعنی امام مالک حدیث کے امیر المومنین ہیں۔

ابن مہدی کی رائے ہے: "**ما أقدم على مالك في صحة الحديث أحدًا**" کہ صحت حدیث میں امام مالک پر میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ (**مقدمة تنوير الحوالك للسيوطي، ص: ٤٦، المكتبة الثقافة، قاهره، مصر**)

شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ حرّانی (متوفی: ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

"اہلِ اسلام میں سے عوام وخواص کے درمیان امام مالک کو جو قدر ومنزلت حاصل ہے، وہ ادنیٰ علم رکھنے والوں پر بھی مخفی نہیں۔" (**مجموعة الفتاویٰ لابن تيمية، ج: ٢٠، ص: ١٧٦، المكتبة العبيكان، السعودية العربية**)

کتب احادیث میں موطا امام مالک کا مقامِ امتیاز:

"**قدر المؤلَف بقدر المؤلِف**" کہ مصنف کی قدرومنزلت سے کتاب کی قدروقیمت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ موطا امام مالک کو "صحاحِ ستہ" پر تقدم زمانی کا شرف تو حاصل ہے ہی، صحت وثقاہت کے اعتبار سے بھی اس کتاب کو "صحاحِ ستہ" سے کچھ کم درجہ حاصل نہیں۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی: ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے **"تنو یر الحوالك شرح مؤطّا امام مالك"** کے ص:۸/ پر لکھا ہے: **"الصواب إطلاق أن الموطا صحيح لا يستثنیٰ منه شئی"** یعنی موطاامام مالک کی احادیث "صحیح" ہیں، صحت سے کوئی بھی حدیث مستثنیٰ نہیں اور یہی موقف درست اور صواب ہے۔

مشہور محقق علامہ احمد بن محمد شاکر لکھتے ہیں:

هی فی الصحة كأحاديث الصحيحين. (البخاری و مسلم)

موطاامام مالک کی احادیث، بخاری و مسلم کی طرح صحیح ہیں۔

(حاشية الباعث الحثيث، دار التراث العربی، بيروت)

امام مالک کے دور میں بڑے بڑے جلیل القدر تابعی موجود تھے، آپ نے ان سے علم حاصل کیا۔ خصوصیت کے ساتھ مدینہ طیبہ کے اہل علم تابعین سے اکتساب فیض کیا اور ان سے روایتیں لیں اور اہل مدینہ کے مذہب کو مضبوطی سے پکڑا، یہاں تک کہ "امام دار الہجرت" کے لقب سے یاد کیے گئے۔

شیخ ابن تیمیہ حرانی نے اہل مدینہ کی احادیث و آثار کو **"أصح الأحاديث"** قرار دیا ہے۔

چناں چہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

قد اتفق أهل العلم بالحديث علىٰ أن أصح الأحاديث أحاديث أهل المدينة .... فلا ريب عند أحد أن مالكا رضی الله عنه أقوم الناس بمذهب أهل مدينة رواية و دراية، فإنه لم يكن فی عصره ولا بعده أقوم بذالك منه. (مجموعة الفتاویٰ لابن تيمية، ج:۲۰، ص:۱۷٤، مكتبة العبيكان، سعودی عرب)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "موطا امام مالک" کے بارے میں اپنا تاثر پیش کرتے ہوئے فرمایا:

ماتحت أديم السماء كتاب أكثر صوابا بعد كتاب الله من موطا مالك.

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

روئے زمین پر قرآن کے بعد امام مالک کی "موطا" سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے۔ (امام شافعی نے یہ اس وقت فرمایا تھا جب کہ بخاری و مسلم ابھی وجود میں نہیں آئی تھی، لہٰذا بخاری و مسلم کے "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" ہونے پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔)

امام شافعی کے اس صداقت آمیز قول پر تبصرہ کرتے ہوئے ابن تیمیہ نے کہا: "وھو کما قال الشافعی" یعنی امام شافعی نے "موطا امام مالک" کے تعلق سے جو کچھ فرمایا وہ حقیقت میں ایسا ہی ہے کہ روئے زمین پر صحت و ثقاہت کے لحاظ سے کوئی کتاب "موطا امام مالک" کے برابر نہیں۔

امام شافعی، یحییٰ بن سعید قطان، یحییٰ بن معین، ابن مہدی، ابن تیمیہ، امام سیوطی اور احمد شاکر کے اقوال سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ امام مالک حدیث کے ماہر، ثقہ امام اور ان کی کتاب "موطا" حدیث کی بلند پایہ کتاب اور "صحیح احادیث" کا مجموعہ ہے۔

جب امام مالک نے اہل مدینہ سے روایتیں لیں اور ان کے مذہب پر سختی سے عمل پیرا ہوئے۔ ابن تیمیہ کے بقول اہلِ مدینہ کی احادیث "اصح الأحادیث" ٹھہریں، امام شافعی نے "موطا" کو صحیح اور صواب ترین کتاب کہا تو ان تمام شواہد کی روشنی میں "موطا امام مالک" کی یہ روایت کہ حضرت علی و ابن عمر نے فرمایا: "قربانی کا وقت ۳/دن ہے" بالکل درست، راجح اور صحیح تر ہے۔ جب تک کہ کوئی سبب ضعف ظاہر نہ ہو اس روایت کو نظر انداز اور نا قابلِ عمل نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ لہٰذا غیر مقلد حضرات کو ایک ضعیف روایت کو مستدل ٹھہرا کر ۴/دن تک قربانی جائز قرار دینے کے سلسلے میں اتنا واویلا نہیں مچانا چاہیے۔ اور صرف ۳/دن قربانی جائز ہونے سے متعلق موطا امام مالک کی حدیث کو تسلیم کرلینا چاہیے اور اس پر عمل بھی کرنا چاہیے۔ اہل حدیث ہونے کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ ضعیف حدیث کے مقابلے میں صحیح حدیث کو ترجیح دے کر اس پر عمل کیا جائے۔

۳/دن قربانی سے متعلق شارحین موطا کا نظریہ:

حضرت علی و ابن عمر سے منقول موطا امام مالک کی روایت: "الأضحیٰ یومان بعد یوم الأضحیٰ" کی تشریح کرتے ہوئے قاضی ابو الولید سلیمان بن

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

خلف باجی مالکی (متوفی: ۴۶۴ھ) لکھتے ہیں:

یر ید أن یوم الأضحیٰ اولاً یوم الذبح ثم الیومان بعده وأن الیوم الرابع لیس من أیام الذبح، و بهذا قال مالك و سفیان ثوری وأبو حنیفة.

(المنتقیٰ شرح الموطا، ج:٤، ص:١٩٣، دار الکتب العلمیة، بیروت)

ترجمہ: اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ عید الاضحیٰ (۱۰/ذی الحجہ) قربانی کا پہلا دن ہے، اس کے بعد پھر ۲/دن قربانی کا وقت ہے۔ چوتھا دن (۱۳/ذی الحجہ) قربانی کا دن نہیں۔ امام مالک، سفیان ثوری اور امام اعظم ابو حنیفہ کا یہی مسلک ہے۔

اس کے بعد علامہ باجی مالکی لکھتے ہیں: "**إذا ثبت أن أیام الذبح ثلاثة فإن أفضلها أولها وهو یوم النحر قاله ابن مواز وغیره**" یعنی جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ قربانی کا وقت ۳/دن ہے تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ان ۳/دنوں میں سب سے افضل پہلا دن ہے، جسے یوم النحر کہتے ہیں۔ ابن مواز وغیرہ کا یہی قول ہے۔

(المنتقیٰ شرح الموطا، ج:٤، ص:١٩٤، بیروت)

مشہور محدث حافظ ابن عبد البر (متوفی: ۴۶۳ھ) تحریر فرماتے ہیں:

الأیام المعدودات هی أیام الذبح وذالك یوم النحر و یومان بعده وروی ذالك عن علی و ابن عمر و ابن عباس ایضًا وعلیٰ هٰذا القول اکثر الناس .... وقال مالك و أبو حنیفة وأصحابهما والثوری وأحمد بن حنبل وأکثر أهل العلم: الأضحیٰ یوم النحر و یومان بعده. (فتح المالك شرح الموطا امام مالك، ج:٧، ص:٢٠، دار الکتب العلمیة، بیروت)

ترجمہ: آیت کریمہ: "**واذکروا الله فی ایام معدودات**" میں ایامِ معدودات سے قربانی کے ایام مراد ہیں اور قربانی کے ایام ۳/دن ہیں، ۱۰ ذی الحجہ اور اس کے بعد ۲/دن یعنی ۱۲/ذی الحجہ تک۔ حضرت علی، ابن عمر، ابن عباس اور اکثر اہل علم کا یہی

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

مذہب ہے کہ قربانی ۳/دن ہے۔ امام مالک، امام اعظم اور ان کے اصحاب کے علاوہ سفیان ثوری، امام احمد بن حنبل اور اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے کہ قربانی کا وقت ۳/دن ہے۔ ۱۰/ذی الحجہ اور اس کے بعد ۲/دن۔

امام ابن عبدالبر قربانی کے ۳/دن راجح ہونے سے متعلق اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل فرماتے ہیں:

حدثنی ابن أبی لیلیٰ عن أبی المنهال عن زر عن علی رضی الله عنه قال: الأیام المعلومات یوم النحر و یومان بعده اذبح فی أیها شئت وأفضلها أولها. (فتح المالك شرح موطا إمام مالك، ج:۷، ص:۲۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی حضرت علی نے فرمایا: ایامِ معلومات سے ایامِ نحر مراد ہیں اور ایامِ نحر ۱۰/ذی الحجہ اور اس کے بعد ۲/دن ہیں، ان ایام میں جب چاہو قربانی کرو۔ لیکن پہلے دن قربانی افضل ہے۔

ابن حزم نے "محلی" میں اسی سند کے ساتھ اس روایت کی تخریج کی ہے۔

حافظ ابن عبدالبر، امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل فرماتے ہیں:

روی الأضحیٰ یوم النحر و یومان بعده عن غیر واحد من أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم.

(فتح المالك، ج:۷، ص:۲۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ ۳/دن قربانی سے متعلق یہ روایت بہت سے صحابۂ کرام سے منقول ہے۔ (جیسا کہ شروع میں بیان ہوا)

امام احمد بن حنبل کے اس قول کو قاضی شوکانی نے ابن قیم کے حوالے سے "نیل الاوطار" میں، علامہ ابن قدامہ حنبلی نے "المغنی" میں اور شیخ زکریا کاندھلوی نے اپنی کتاب "اوجز المسالک" میں ذکر کیا ہے۔

۳/دن قربانی سے متعلق حدیث: **"الأضحیٰ یومان بعد یوم الأضحیٰ"**

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

کی تشریح کرتے ہوئے شیخ زکریا کاندھلوی لکھتے ہیں: "**یعنی ثلاثة أيام أولها يوم النحر ثم يومان بعدهٔ وأن اليوم الرابع ليس من أيام الذبح** "۱۰/ذی الحجہ کے بعد قربانی دو دن ہے۔ چوتھا دن قربانی کا دن نہیں۔(**اوجز المسالك شرح المؤطا الامام مالك، ج:۹، ص:۳۱۷، دار الكتب العلمية، بيروت**)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی: ۴۸۵ھ) نے ۳/دن قربانی سے متعلق روایت کو ۵/الگ الگ سندوں سے بیان کیا ہے اور ان کے راویوں پر کسی طرح کا کلام اور کسی قسم کی جرح نہیں فرمائی ہے۔ جب کہ ۴/دن قربانی سے متعلق روایت "**أيام التشريق كلها ذبح**" کو متعدد سندوں کے ساتھ بیان کرنے کے بعد ایک سند کے راوی "سوید بن عبد العزیز" کو ضعیف بتایا ہے۔ اسی طرح ایک دوسری سند کے راوی "معاویہ یحییٰ صدفی" کے بارے میں دوٹوک لفظوں میں لکھا ہے: "**والصدفي ضعيف لا يحتج به**" کہ صدفی ضعیف راوی ہے، اس کی روایت قابل استدلال نہیں۔

امام بیہقی نے ۳/دن قربانی سے متعلق جو روایتیں ذکر کی ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) حدثني إبراهيم بن هاني حدثنا الحكم بن موسىٰ حدثنا يحيٰي بن حمزه عن النعمان عن سليمان بن موسىٰ أنه قال: النحر ثلاثة أيام. فقال مكحول: صدق.

(السنن الكبرىٰ للبيهقي، ج:١٤، ص:٢٤٨، دار الفكر، بيروت)

ترجمہ: سلیمان بن موسیٰ نے کہا کہ قربانی ۳/دن ہے اور ابن موسیٰ کے قول کو مکحول نے سچ بتایا۔

(۲) أخبرنا أبو أحمد عبد الله بن محمد بن الحسن المهر جانى أنبا أبو بكر محمد بن جعفر المزكى حدثنا محمد بن إبراهيم العبدى حدثنا ابن بكير حدثنا مالك عن نافع أن عبد الله بن عمر كان يقول: الأضحىٰ يومان بعد يوم الأضحىٰ.

(السنن الكبرىٰ، ج:١٤، ص:٢٤٨، دار الفكر، بيروت)

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ: نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں: ۱۰/ذی الحجہ کے بعد قربانی ۲/دن ہے۔

امام ابن عبدالبر (متوفی: ۴۶۳ھ) نے استذکار میں لکھا ہے:

(۳) والأصح عن ابن عمر: الأضحىٰ ثلاثة أيام، يوم النحر و يومان بعدهٗ. وأما الحسن البصرى فروى عنه فى ذالك ثلاث روايات، أحدها: كما قال المالك: يوم النحر و يومان بعده.

(الاستذكار، ج: ٥٠، ص: ٢٤٥، دار الكتب العلمية، بيروت)

ترجمہ: یعنی عبداللہ بن عمر سے صحیح ترین قول یہی مروی ہے کہ قربانی ۳/دن ہے۔ اور حسن بصری سے اس مسئلے میں ۳/روایتیں منقول ہیں جن میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ قربانی ۳/دن ہے۔

(٤) عن مالك أنه بلغهٗ أن عليا بن أبى طالب رضى الله عنه كان يقول: الأضحىٰ يومان بعد يوم الأضحىٰ.

(السنن الكبرىٰ، ج: ١٤، ص: ٢٤٨، دار الفكر، بيروت)

(٥) أخبرنا أبو نصر بن قتادة أنبا أبو عمر نجيد أنبا أبو مسلم حدثنا عبد الرحمٰن بن حماد حدثنا بن أبى غروبة عن قتادة عن أنس رضى الله عنه قال: الذبح بعد النحر يومان.

(السنن الكبرىٰ، ج: ١٤، ص: ٢٤٨، دار الفكر، بيروت)

ترجمہ: قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یومِ الاضحیٰ (بقرعید) کے بعد قربانی دو دن ہے۔

عن نافع أن ابن عمر قال: الأضحىٰ يومان بعد يوم الأضحىٰ، رواه مالك و قال بلغنى عن على بن أبى طالب مثلهٗ. (مشكوٰة المصابيح، باب الأضحية، ج: ١، ص: ٢٨٣، دار الكتب العلمية، بيروت)

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

اس حدیث کے تحت ملا علی قاری (متوفی: ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

والحديث بظاهره حجة عليه. (مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح، ج:٣، ص:٥٢٢، دارالكتب العلمية، بيروت)

یعنی یہ حدیث امام شافعی کے خلاف حجت ہے، جنھوں نے ۴/دن قربانی کو جائز قرار دیا ہے۔ (یعنی ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی صرف ۳/دن ہے۔)

عن يزيد بن الحباب عن معاوية بن أبي صالح حدثني أبو مريم سمعت أبا هريرة يقول: الأضحى ثلاثة أيام.

(المحلى لابن حزم، ج:٧، ص:٣٧٧)

ترجمہ: ابو مریم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: قربانی ۳/دن ہے۔

امام ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

ولم يختلف عن أبي هريرة وأنس في أن الأضحى ثلاثة أيام.

یعنی ۳/دن قربانی سے متعلق ابو ہریرہ اور انس کا نظریہ ایک ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ **(الاستذكار، ج:٥، ص:٢٤٥، دارالكتب العلمية، بيروت)**

اسی طرح ابن حزم نے "اسماعیل بن عیاش" کے حوالے سے ابن عمر کی ۳/دن قربانی سے متعلق روایت کی تخریج کی ہے اور اسماعیل بن عیاش پر فنی اعتبار سے کلام ہے۔ لیکن ائمۂ اصول حدیث نے اسماعیل بن عیاش کی صحت وثقاہت اور تعدیل فرمائی ہے۔ **(تهذيب التهذيب، ج:٤، ص:٦١)**

علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی: ۹۱۱ھ) ۳/دن قربانی سے متعلق حضرت علی کا قول نقل فرماتے ہیں:

عن علي ابن أبي طالب قال: الأيام المعدودات ثلاثة أيام، يوم الأضحى و يومان بعدهٔ اذبح في أيها شئت وأفضلها أولها.

(تفسير در منثور، ج:١، ص:٥٦١، دارالفكر، بيروت)

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

۴/دن قربانی سے متعلق دلیل اوراس کا فنی محاسبہ:

غیر مقلد حضرات نے ۴/دن قربانی کوثابت کرنے کے لیے یوں دلیل دی ہے۔
”عید کے دن کواصطلاحِ شریعت میں یوم النحر اوراس کے بعد کے ۳/دن یعنی ۱۱/ ۱۲/ ۱۳/کو”ایامِ تشریق“ کہتے ہیں اوران چاروں دنوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے:

”وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ“ (البقرہ)

تفسیر ابن کثیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:
”الأيام المعدودات أيام التشريق أربعة أيام، يوم النحر وثلاثة بعدهُ“ یعنی ”ایامِ معدودات“ سے مرادایامِ تشریق یعنی یوم النحر (بقرعید کادن) پھر ۳/ دن اس کے بعد ہیں۔ جب یہ ثابت ہوچکا کہ یوم النحر (۱۰/ذی الحجہ،قربانی کا دن) کے علاوہ ایامِ تشریق ۳/دن ہیں، ۱۱/ ۱۲/ ۱۳/ذی الحجہ جن میں ذکر الٰہی یعنی فرض نمازوں کے بعد تکبیرات کہی جاتی ہیں تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ایامِ تشریق،قربانی کے دن بھی ہیں جن میں قربانی کی جاسکتی ہے۔

چناں چہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے:
أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كل أيام التشريق ذبح.

(رواه أحمد و ابن حبان فى صحيحه)

ترجمہ: پورے ایامِ تشریق ذبح کے دن ہیں۔
سبحان اللہ! بڑی دور کی کوڑی لائی گئی ہے گویا ۔

مگس کو باغ میں جانے نہ دینا
کہ ناحق خون پروانوں کا ہوگا

اب لگے ہاتھوں اس دلیل پر ہمارا محاسبہ اوراعتراض بھی توجہ سے سماعت فرمائیں۔
تفسیر ابن کثیر جس سے غیر مقلد حضرات نے ”ایامِ معدودات“ سے متعلق ابن عباس کا قول اورحدیث **”أيام التشريق كلها ذبح“** پیش کر کے ۴/دن تک قربانی

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

جائز ہونے کا نظریہ پیش کیا ہے، اسی تفسیر ابن کثیر میں حافظ ابن کثیر نے ابن عباس کا قول نقل کرنے کے بعد، اسی عبارت سے متصل حضرت علی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ایامِ تشریق کی مقدار ۳/دن ہے اور قربانی کا وقت بھی یہی ۳/دن ہے۔ مگر نہ جانے کس مصلحت کے پیش نظر صرف ابن عباس ہی کا قول نقل کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے، اور حضرت علی کے قول کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

ع　　کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

آیئے تفسیر ابن کثیر کی پوری عبارت ملاحظہ کریں۔

حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

ولعلماء السلف قولان فی عدة الأيام المعدودات، الأول: قال ابن عباس .... والثانی: الأيام المعدودات ثلاثة يوم النحر و يومان وهٰذا قول علی ابن أبی طالب.

(تفسیر ابن کثیر، ج:۱، ص:۴۱۲، دار الفاروق، عمّان)

ترجمہ: آیتِ کریمہ "**وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ**" ایامِ معدودات کی تعیین اور مقدار میں علمائے سلف کے ۲/اقوال ہیں۔ پہلا قول ابن عباس کا ہے۔ جب کہ دوسرا قول حضرت علی ابن ابی طالب کا ہے اور وہ یہ کہ "ایامِ معدودات" سے ۳/ایام مراد ہیں اور وہ ۳/ایام یوم النحر (۱۰/ذی الحجہ) اور اس کے بعد ۲/دن ہیں۔

تفسیر ابن کثیر کے مطابق ابن عباس کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ایامِ معدودات یعنی ایامِ تشریق کی مقدار ۴/دن ہے (۱۰/تا ۱۳/ذی الحجہ) اور حضرت علی کے قول سے پتہ چلتا ہے کہ ایامِ معدودات کی مقدار ۳/دن ہے۔ (۱۰/تا ۱۲/ذی الحجہ)

"تفسیر ابن عباس" جس میں حضرت عبداللہ ابن عباس کے تفسیری اقوال نقل کیے گئے ہیں، اس میں ایامِ معدودات یا ایامِ تشریق کی مقدار ۵/دن بتلائی گئی ہے۔

"تفسیر ابن عباس" کی عبارت یہ ہے:

("وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ")معلومات أيام التشريق وهی

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

خمسة أيام يوم عرفة و يوم النحر و ثلاثة أيام بعده.

(تفسير ابن عباس، ص:۲۸، دار الكتب العلمية، بيروت.)

تفسیر ابن کثیر میں یوم عرفہ (۹/ ذی الحجہ) کا ذکر نہیں تھا، اس لیے ایامِ معدودات کی مقدار ۴/دن بتائی گئی اور تفسیر ابن عباس میں یوم عرفہ کا ذکر ہے اس لیے یہاں معدودات کی مقدار ۵/دن بتائی گئی۔ دونوں عبارتوں کا مآل اور مفہوم ایک ہے۔

غیر مقلدین سے ایک بنیادی سوال:

غیر مقلد حضرات سے میرا سوال ہے کہ عبداللہ بن عباس کے قول کے مطابق ۹/ ذی الحجہ یعنی عرفہ کا دن بھی "ایامِ تشریق" میں شامل ہے۔ اور ان کی مستدل حدیث "**أيام التشريق كلها ذبح**" کے مطابق تمام ایامِ تشریق قربانی کے دن ہیں تو پھر ۹/ ذی الحجہ یعنی عرفہ کے دن اہلِ حدیث حضرات قربانی کیوں نہیں کرتے؟ غیر مقلدین کو چاہیے کہ یوم عرفہ (۹/ ذی الحجہ) کو بھی قربانی کریں اور دلیل میں پیش کریں "**أيام التشريق كلها ذبح**" لیکن امید ہے کہ وہ ایسا نہیں کریں گے، کیوں کہ ۹/ ذی الحجہ کی قربانی کو یہ لوگ بھی جائز نہیں مانتے ہیں۔

حدیث "أَيّامُ التَّشْرِيقِ كُلُّهَا ذِبْحٌ" کی اسنادی حیثیت:

اس سے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ ۳/دن یا پھر ۴/دن قربانی کے جائز ہونے سے متعلق کوئی روایت "صحاحِ ستہ" یعنی بخاری، مسلم، ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ و نسائی میں موجود نہیں ہے۔ ان کتابوں کے علاوہ باقی دیگر کتاب احادیث میں ۳/دن اور ۴/دن کی روایت موجود ہے۔ اہلِ سنت کے عقائد و معمولات کے ثبوت کے لیے صرف "صحاحِ ستہ" سے دلیل مانگنے والے غیر مقلد حضرات صرف ایک مسئلہ (یعنی ۴/دن قربانی) کو صحاحِ ستہ سے ثابت کر دیں تو میں ہر چیلنج قبول کرنے کو تیار ہوں۔ ۳/دن تک قربانی جائز ہونے سے متعلق روایتیں مختلف سندوں کے ساتھ اوپر گزر چکیں۔ اب ۴/دن والی روایت ذکر کی جاتی ہے تا کہ فنی اعتبار سے اس روایت کے راویوں پر کلام کیا جا سکے۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں یہ روایت اس طرح ذکر کی ہے:

حدثنا أبو اليمان قال حدثنا سعيد بن عبد العزيز عن سليمان بن موسىٰ عن جبير بن مطعم عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: كل أيام التشريق ذبح.

(مسند إمام أحمد بن حنبل، ص:١٢٠١، بيت الأفكار، رياض)

ترجمہ: جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پورے ایامِ تشریق قربانی کے دن ہیں۔

امام بیہقی اور قاضی شوکانی نے بھی اسی سند کے ساتھ اس روایت کی تخریج کی ہے۔ **(نيل الأوطار، كتاب المناسك، ص:١٠١٦، دار ابن حزم، بيروت/ السنن الكبرىٰ للبيهقي ج:١٤، ص:١٤٦، دار الفكر، بيروت)**

امام بیہقی (متوفی: ۴۵۸ھ) نے اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ سے اس طرح نقل کیا ہے:

رواه معاوية بن يحيىٰ الصدفي عن الزهري، عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة قال: عن النبي صلى الله عليه وسلم: "أيام التشريق كلها ذبح".

(السنن الكبرىٰ، ج:١٤، ص:٢٤٦، دار الفكر، بيروت)

دوسری سند سے امام بیہقی کی "سنن صغریٰ" میں یہ روایت اس طرح منقول ہے:

رواه سويد بن عبد العزيز، عن سعيد بن عبد العزيز عن سليمان بن موسىٰ عن نافع بن جبير عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أيام التشريق كلها ذبح.

(السنن الصغرىٰ، ج:١، ص:٨٩٧، دار المعرفة، بيروت)

امام زیلعی، ابن حجر عسقلانی شافعی اور علامہ عینی حنفی کے بقول اس حدیث کی تخریج ابن عدی نے "کامل" میں اور بزار نے اپنی "مسند" میں کی ہے۔ اسی طرح ابن

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

حبان اور امام دارِقطنی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (**عمدة القاری شرح البخاری، ج:١٤، ص:٥٥٣/ الدرایة فی تخریج أحادیث الهدایة من الآخرین، ص:٤٣٠، مجلس برکات، مبارك پور**)

اس حدیث کو مختلف ائمہ ومحدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے مگر اس کے راویوں پر سخت کلام بھی کیا ہے اور اصولِ حدیث کی روشنی میں ان کے راویوں کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے اس روایت کے ضعف اور سقم کو اجاگر کیا ہے۔

اس حدیث کے راویوں میں "سوید بن عبد العزیز" اور "معاویہ بن یحییٰ صدفی" پر ائمۂ اصولِ حدیث اور علمائے فن جرح وتعدیل نے اپنے مخصوص الفاظ میں جرح کی ہے۔

"سوید بن عبد العزیز" کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قال عبد الله بن أحمد بن حنبل عن أبيه: متروك الحديث: وقال ابن معين: ليس بثقة وقال مرة: ليس بشئ، وقال مرة: ضعيف، وقال مرة: لايجوز فی الضحايا، وقال ابن سعد: روى أحاديث منكرة، وقال البخاری: فی حديثه مناكير أنكرها أحمد، وقال النسائی: ليس بثقة وقال مرة: ضعيف، وقال يعقوب بن سفيان مستور وفی حديثه لين و قال مرة: ضعيف الحديث. وقال ابن أبی حاتم عن أبيه: لين الحديث فی حديثه نظر .... وقال أبو عيسىٰ الترمذی فی كتاب العلل الكبير: سو يد بن عبد العز يز، كثير الغلط فی الحديث، وقال الحاكم أبو سعد: حديث ليس بالقائم وقال الخلال: ضعيف الحديث، وقال أبو بكر البزار فی مسنده: ليس بالحافظ، وضعفهٗ ابن حبان جدًا. (تهذيب التهذيب لابن حجر العسقلانی، ج:٢، ص:٤٥٨، دار إحياء التراث العربی، بيروت)

ترجمہ:

سویدؔ بن عبد العزیز کو امام احمد بن حنبل نے متروک الحدیث اور ضعیف کہا۔ امام

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

بخاری اور ابن سعد نے سوید کی احادیث کو منکر گردانا۔ امام نسائی نے اسے غیر ثقہ اور ضعیف قرار دیا، جب کہ یعقوب بن سفیان نے سوید کو مستور الحال اور ضعیف الحدیث بتلایا۔ ابو حاتم نے سوید کی حدیث کو محل نظر ٹھہرایا اور امام ترمذی نے سوید کو روایتِ حدیث میں کثرت سے غلطی کرنے والا بتایا، اسی طرح حاکم، ابوسعد، خلال ابوبکر بزار اور ابن حبان نے سوید بن عبدالعزیز کی جرح وتضعیف کی اور اس کی روایت کو نا قابلِ قبول اور نا قابلِ حجت قرار دیا۔

جس راوی کو اتنے زیادہ محدثین نے ضعیف اور غیر ثقہ قرار دیا ہو بھلا اس سے مروی حدیث کو کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟

امام بیہقی "سوید بن عبدالعزیز" کے بارے میں لکھتے ہیں:

رواه سويد بن عبد العزيز وهو ضعيف عند بعض أهل النقل. (السنن الكبرىٰ، ج:١٤، ص:٢٤٦، دار الفكر، بيروت)

یعنی "**أيام التشريق كلها ذبح**" کی یہ روایت سوید بن عبدالعزیز سے مروی ہے اور یہ بعض محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ اوپر "تہذیب التہذیب" سے ابن حجر عسقلانی کی عبارت تفصیل سے گزری، اس سے پتہ چلتا ہے کہ سوید بن عبدالعزیز بعض ہی نہیں بلکہ اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اور اس کی روایت مجروح اور ضعیف ہے۔

اب اس حدیث کے دوسرے راوی "معاویہ بن یحییٰ صدفی" سے متعلق ائمہ فن کے اقوال وآرا ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ عینی حنفی قدس سرہ فرماتے ہیں:

قلتُ معاوية بن يحيىٰ صدفي، ضعفه النسائي وابن معين و على بن المديني، وقال ابن أبي حاتم في كتاب العلل قال أبي: هٰذا حديث موضوع بهذ الإسناد. (عمدة القاري شرح البخاري، ج:١٤، ص:٥٥٣، دار الفكر، بيروت)

ترجمہ: اس حدیث کو اگرچہ ابن عدی نے "کامل" میں معاویہ بن یحییٰ صدفی سے

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

ذکر کیا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ نسائی، ابن معین اور علی بن مدینی نے صدفی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن ابی خاتم نے "کتاب العلل" میں اپنے والد کا قول نقل کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث "**أيام التشريق كلها ذبح**" اس سند کے ساتھ موضوع ہے۔

علامہ عینی نے اس حدیث کی تمام سند اور طرق کی نشان دہی کرتے ہوئے اس کے راویوں پر فنی اعتبار سے بڑا عمدہ کلام ہے۔ تفصیل کے لیے عمدۃ القاری شرح بخاری، ج: ۱۴، ص: ۵۵۳، اور بنایہ شرح ہدایہ، ج: ۴، ص: ۱۷۶، کا مطالعہ کریں۔ اگر میں یہ کہوں تو شاید غلط نہ ہوگا کہ ۳ ردن قربانی راجح ہونے سے متعلق جتنا عمدہ اور تفصیلی کلام علامہ عینی نے کیا ہے، فقہائے احناف میں سے کسی نے نہیں کیا ہے۔

"معاویہ بن یحییٰ صدفی" کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ رقم طراز ہیں:

"یحییٰ بن معین نے کہا: **هالك ليس بشئي**. جوزجانی نے کہا: معاویہ صدفی، ذاہب الحدیث ہے۔ ابوزرعہ نے کہا: قوی نہیں، اس کی احادیث منکر ہیں۔ ابو حاتم نے کہا: اس کی اکثر روایات میں نکارت ہے۔ نسائی نے کہا: ثقہ نہیں۔ ابن عدی نے کہا: اس کی اکثر روایت محل نظر ہیں۔ ساجی نے کہا: اس کی حدیث بہت ضعیف ہے۔ ابو علی نیشاپوری نے اسے ضعیف کہا۔ امام احمد بن حنبل نے کہا: ہم نے صدفی کی روایت ترک کر دی۔ امام ابوداؤد نے اسے ضعیف قرار دیا اور اسی طرح امام بخاری نے اس کو ضعیف راویوں میں شمار کیا۔" **(تهذيب التهذيب، ج:٥، ص:٤٨٦، دار إحياء التراث العربي، بيروت)**

امام بیہقی (متوفیٰ: ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

والصدفي ضعيف لايحتج به. کہ صدفی ضعیف راوی ہے، اس کی روایت نا قابل استدلال ہے۔

(السنن الكبرىٰ، ج:١٤، ص:٢٤٧، دار الفكر، بيروت)

قاضی شوکانی کے نزدیک بھی معاویہ صدفی ضعیف ہے:

اہل حدیث کے امام قاضی محمد بن علی شوکانی (متوفیٰ: ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

حديث جبير بن مطعم أخرجه ابن حبان في صحيحه والبيهقي وذكر الاختلاف في سنده و رواه ابن عدي من حديث أبي هر يرة وفي إسناده معاو ية بن يحيىٰ الصدفي وهو ضعيف وذكر ابن أبي حاتم من حديث أبي سعيد وذكر عن أبيه أنه موضوع وقال ابن القيم في الهدىٰ: أن حديث جبير بن مطعم منقطع لايثبت وصلهٗ. (نيل الأوطار للشوكاني، كتاب المناسك، ص:١٠١٦، دار ابن حزم، بيروت)

یعنی جبیر بن مطعم کی حدیث "**أيام التشريق كلها ذبح**" کو ابن حبان اور بیہقی نے روایت کرنے کے ساتھ اس کی سند میں اختلاف (ضعف) کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن عدی نے ابو ہریرہ سے جس حدیث کی تخریج کی ہے، اس میں ایک راوی معاویہ بن یحییٰ صدفی ہے اور یہ ضعیف ہے۔ ابن حاتم نے ابوسعید سے یہ روایت ذکر کیا ہے اور ابوسعید نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ ابن قیم جوزی نے "ہدیٰ" میں لکھا ہے کہ جبیر بن مطعم کی یہ حدیث "منقطع" ہے، اس کا اتصال ثابت نہیں۔ (علمائے اصولِ حدیث کے نزدیک "منقطع" ضعیف حدیث کی ایک قسم ہے۔)

گزشتہ صفحات میں ذکر ہوا کہ امام احمد بن حنبل، ابن حبان، امام بیہقی اور قاضی شوکانی وغیرہ نے اہل حدیث حضرات کی مستدل حدیث "**أيام التشريق كلها ذبح**" کو **عن سليمان بن موسىٰ عن جبير بن مطعم** کے طریقے پر نقل کیا ہے۔

اس طریقۂ سند سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے جبیر بن مطعم سے ملاقات کی ہے اوران سے یہ روایت لی ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

أيام التشريق كلها ذبح. أحمد و ابن حبان من حديث جبير بن مطعم من رواية عبد الرحمٰن بن ابي حسين عنه وأورده البزار من هٰذا الوجه وقال إنه منقطع وأخرجه الدارقطني من وجهين

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

آخرين موصولين فيهما ضعف وفي الباب عن أبي سعيد أخرجه ابن عدي وضعف معاوية بن يحيىٰ الصدفي وقد ذكر ابن الحاتم عن أبيه أنه موضوع بهٰذا الإسناد. (الدراية في تخريج أحاديث الهداية من الآخرين، ص: ٤٣٠، مجلس بركات، مبارك پور)

اس حدیث کو احمد بن حنبل، ابن حبان اور بزار نے جبیر بن مطعم عن عبد الرحمٰن بن ابی حسین کے طریقے پر روایت کیا ہے۔ ابن بزار نے کہا: یہ حدیث منقطع ہے۔ دارقطنی نے اس حدیث کی دو مختلف سندوں سے موصولاً تخریج کی اور کہا: دونوں میں ضعف ہے۔ اس باب میں یہ حدیث ابوسعید سے بھی مروی ہے، جسے ابن عدی نے ذکر کیا اور معاویہ بن یحییٰ کی تضعیف کی۔ ابن ابی حاتم نے اپنے والد کے حوالے سے کہا: یہ حدیث اس سند سے موضوع ہے۔

علامہ عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

فإن قلتَ أخرجه أحمد أيضًا والبيهقي عن سليمان بن موسىٰ عن جبير بن مطعم عن النبي صلى الله عليه وسلم، قلتُ قال البيهقي: سليمان بن موسىٰ لم يدرك جبير بن مطعم فيكون منقطعًا.

(عمدة القاري شرح البخاري، ج: ١٤، ص: ٥٥٣، دار الفكر، بيروت)

یعنی امام بیہقی نے کہا کہ جبیر بن مطعم سے سلیمان بن موسیٰ کی ملاقات نہیں، لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے۔

ابن حجر عسقلانی بھی بعینہٖ یہی بات کہی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

الدراية في تخريج أحاديث الهداية من الآخرين.

(ص: ٤٣٠، مجلس بركات، مبارك پور)

قاضی شوکانی کہتے ہیں:

وقال ابن القيم في الهدىٰ: أن حديث جبير بن مطعم منقطع لا يثبت وصلة. (نيل الأوطار، كتاب المناسك، ص: ١٠١٦، بيروت)

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

امام ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

رواہ سلیمان بن موسیٰ، عن ابن أبی حسین عن نافع بن جبیر بن مطعم عن أبیه فروی عنه منقطعًا و متصلاً.

(الاستذکار، ج:٥، ص:٢٤٦)

یعنی سلیمان بن موسیٰ نے یہ حدیث ابن ابی حسین سے منقطع اور متصل دونوں طرح سے روایت کیا ہے۔

علامہ عینی نے مزید فرمایا:

"بزار نے اس کو اپنی مسند میں روایت کیا اور کہا کہ ابن ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات ثابت نہیں۔" **(بنایة شرح الهدایة، ج:٤، ص:١٧٤، المکتبة الإمدادیة، مکه مکرمه)**

علماے اصولِ حدیث و ائمۂ جرح وتعدیل کی تصریحات سے چند باتیں خاص طور سے معلوم ہوئیں۔ اول: یہ کہ معاویہ بن یحییٰ صدفی ضعیف ہے۔ دوم: یہ کہ بعض ائمہ کے نزدیک یہ روایت اس سند کے ساتھ موضوع ہے۔ سوم: یہ کہ حدیث "**أیام التشریق کلها ذبح**" منقطع ہے۔ ابن ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ حدیث کے اسباب ضعف میں سے ایک سبب "انقطاع" بھی ہے۔ تو اس جہت سے یہ حدیث ضعیف ہے اور ایک سند سے موضوع بھی۔

جب کہ ۳؍دن قربانی سے متعلق حدیث صحیح ہے۔ کسی بھی محدث نے نہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور نہ اسے موضوع گردانا ہے۔ بس انھیں اسباب کے تحت ہم احناف ۳؍دن قربانی والی حدیث کو ترجیح دیتے ہیں، اور موطا امام مالک کی مذکورہ حدیث پر عمل کرتے ہوئے صرف ۳؍دن قربانی کو جائز سمجھتے ہیں۔

اگر غیر مقلد حضرات ۴؍دن قربانی سے متعلق کوئی صحیح حدیث پیش کردیں تو ہم اسے ماننے کے لیے تیار ہیں۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

تین دن قربانی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی نظر میں:

تین دن قربانی سے متعلق حنفی علما کے اقوال و ارشادات اور فقہ حنفی کی مشہور و متداول کتابیں ہمارے موقف کی واضح دلیل ہیں۔ ہدایہ، مبسوط سرخسی، فتاویٰ عالم گیری، بدائع الصنائع، فتاویٰ قاضی خان، بحر الرائق، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ اور بہارِ شریعت وغیرہ سیکڑوں کتابوں میں یہ مسئلہ صاف اور واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ "قربانی کا وقت صرف تین دن ہے۔ ۱۰/تا ۱۲/ذی الحجہ۔ ۱۳/ذی الحجہ کو یعنی چوتھے دن قربانی جائز نہیں۔"

ایک مقلد کے لیے بطور ثبوت یہی کافی ہے، کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح فقہ حنبلی و فقہ مالکی کی کتابوں میں قربانی کا وقت تین دن ہی لکھا ہوا ہے۔ لیکن ہم نے ان تینوں فقہ کی مستند کتابوں سے قصداً حوالہ نہیں دیا ہے۔ کیوں کہ اس کتاب کی ترتیب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ اپنے موقف (۳/دن قربانی) کو ثابت کرنے کے لیے صرف حدیث اور اصولِ حدیث کی کتابوں کا حوالہ ہی ذکر کیا جائے تا کہ اہل حدیث (غیر مقلد) حضرات ہماری باتوں کو بسر وچشم قبول کر سکیں۔

فقہِ حنفی و دیگر کتب فقہ سے حوالہ نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ غیر مقلد حضرات فقہ کی کتابوں کو بالعموم تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ ائمۂ اربعہ کی تقلید کو ناجائز اور حرام بتاتے ہیں۔ ائمہ وفقہا کو برا بھلا کہتے ہیں۔ فقہ کو ائمہ ومجتہدین کے ذہنی اختراع کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

جب غیر مقلدوں کا یہ حال ہے تو بھلا وہ ائمہ و فقہا کے ارشادات اور فقہ کی کتابوں کو کیسے تسلیم کر سکتے ہیں؟

تاہم "قولِ فیصل اور حرفِ آخر" کی حیثیت سے یہاں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا ایک فتویٰ نقل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تا کہ اصل مسئلہ (تین دن قربانی) خوب اچھی طرح واضح ہو جائے اور مخالفین کو بھی سوائے اقرار کے انکار کی جرأت نہ ہو سکے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا یہ فتویٰ ملاحظہ کریں۔ کسی سائل نے دریافت کیا کہ:

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

"ما قول العلما رحمۃ اللہ علیہم اندریں صورت کہ عبارت کتاب "مفتاح الصلوٰۃ" ایں است کہ وقت اضحیہ از صبح صادق روزِ اضحیٰ تا نماز مغرب دو از دہم مذکور است و نام کتاب و قید مصر و غیر مصر نیست، ایں مسئلہ ظاہر اً خلاف جمہور است، آں چہ صحیح باشد دستخط فرمائید۔" (فتاویٰ عزیزی، جلد دوم، ص: ۱۵، رحمٰن گل پبلشرز، پشاور، پاکستان)

یعنی اس مسئلے میں علمائے کرام کیا فرماتے ہیں کہ "مفتاح الصلوٰۃ" نامی کتاب میں قربانی کا وقت ۱۰/ذی الحجہ صبح صادق سے ۱۲/ذی الحجہ غروب آفتاب تک لکھا ہوا۔ کتاب میں شہر اور دیہات کا فرق نہیں بتایا گیا ہے۔ تو یہ مسئلہ بظاہر جمہور کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ صحیح مسئلہ کیا ہے۔ برائے کرام اطلاع فرمائیں۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں:

الجواب

"اول وقت اضحیہ برائے ساکنان مصر بعد نماز عید اضحیٰ است و برائے اہل بوادی وقریٰ بعد طلوعِ فجر روزِ نحر است یعنی دہم ذی حجہ و آخر وقت آں قبیل غروب روز سوم (دو از دہم ذی حجہ) است۔ پس یک روز نحر و دو روز بعدِ از اں مدتِ اضحیہ باشد۔"

(فتاویٰ عزیزی، جلد دوم، ص: ۱۵، رحمٰن گل پبلشرز، پشاور، پاکستان)

ترجمہ: شہر میں رہنے والے مسلمان کے لیے قربانی کا ابتدائی وقت نماز عید الاضحیٰ کے بعد ہے، اور دیہات والوں کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ دسویں ذی الحجہ کو صبح صادق کے بعد (نمازِ عید الاضحیٰ سے پہلے) قربانی کریں اور قربانی کا آخری وقت ۱۲/ذی الحجہ غروب آفتاب سے کچھ پہلے تک ہے۔ تو کل ملا کر قربانی کا وقت اور مدت ۳/دن ہے۔ ایک دسویں ذی الحجہ کا دن اور اس کے بعد دو دن (گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ)۔

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

مصادر و مراجع

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف	مطبع / ناشر
۱	قرآن حکیم		
۲	تفسیر ابن عباس	حضرت عبداللہ بن عباس	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳	تفسیر ابن کثیر	حافظ عماد الدین ابن کثیر	دار الفاروق، عمان
۴	تفسیر در منثور	علامہ جلال الدین سیوطی	دار الفکر، بیروت
۵	تفسیر ضیاء القرآن	جسٹس محمد پیر کرم شاہ ازہری	اعتقاد پبلیشنگ ہاؤس، نئی دہلی
۶	بخاری شریف	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	دار الکتاب العربی، بیروت
۷	مسلم شریف	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	دار المعرفۃ، بیروت
۸	سنن نسائی	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی	دار الفکر، بیروت
۹	سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
۱۰	موطا امام مالک	امام مالک بن انس اصبحی	المکتبۃ العصریۃ، بیروت
۱۱	سنن ابی داؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۱۲	سنن کبریٰ	امام ابومحمد بن حسین بیہقی	دار الفکر، بیروت
۱۳	سنن صغریٰ	امام ابومحمد بن حسین بیہقی	دار المعرفۃ، بیروت
۱۴	شرح صحیح مسلم	علامہ یحییٰ بن شرف نووی	دار المنار، بیروت
۱۵	مشکوٰۃ المصابیح	امام محمد بن عبداللہ تبریزی	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۱۶	عمدۃ القاری	علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی	دار الفکر، بیروت
۱۷	مرقاۃ المفاتیح	ملا علی بن سلطان محمد قاری	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۱۸	المنتقیٰ	علامہ ابوالولید سلیمان بن خلف باجی مالکی	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۱۹	الاستذکار	امام ابن عبدالبر مالکی	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۲۰	المغنی	امام موفق الدین عبداللہ بن احمد قدامہ حنبلی	مکتبۃ الریاض، سعودی عرب

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

۲۱	مسند امام احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل	بیت الافکار، ریاض
۲۲	جامع ترمذی	امام ابوعیسیٰ ترمذی	دارِاحیاء التراث العربی، بیروت
۲۳	اوجز المسالک	شیخ زکریا کاندھلوی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۲۴	نیل الاوطار	قاضی محمد شوکانی	دار ابن حزم، بیروت
۲۵	تنویر الحوالک	علامہ جلال الدین سیوطی	المکتبہ الثقافۃ، مصر
۲۶	فتح المالک	حافظ ابن عبد البر	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۲۷	تہذیب التہذیب	علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی	دارِاحیاء التراث العربی، بیروت
۲۸	الدرایہ تخریج احادیث الہدایہ	علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی	مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ مبارکپور
۲۹	علوم الحدیث (مقدمہ ابن صلاح)	امام ابوبکر وعثمان ابن صلاح	المکتبۃ الاسلامیہ، مدینہ منورہ
۳۰	**الباعث الحثیث**	حافظ عماد الدین ابن کثیر	دارِاحیاء التراث العربی، بیروت
۳۱	مقدمۃ المشکوٰۃ	شاہ عبد الحق محدث دہلوی	مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ مبارکپور
۳۲	المختصر الباعث	علامہ احمد بن محمد شاکر	دار التراث العربی، بیروت
۳۳	ہدایہ	علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی	مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ مبارکپور
۳۴	فتاویٰ عالمگیری	ملا نظام الدین ودیگر علماے ہند	زکریا بک ڈپو، دیوبند، یوپی
۳۵	ردالمحتار (فتاویٰ شامی)	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی	مکتبہ زکریا، دیوبند (یوپی)
۳۶	تنویر الابصار	علامہ شمس الدین تمرتاشی	مکتبہ زکریا، دیوبند (یوپی)
۳۷	فتاویٰ قاضی خان	علامہ حسن بن منصور اوزجندی	مکتبہ زکریا، دیوبند، (یوپی)
۳۸	مجموعۃ الفتاویٰ	شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ حنبلی	المکتبۃ العبیکان، سعودی عرب
۳۹	بنایہ شرح ہدایہ	علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی	المکتبۃ الامدادیہ، مکہ مکرمہ
۴۰	فتاویٰ عزیزی	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	رحمٰن گل پبلیشنز، پشاور، پاکستان
۴۱	فتاویٰ رضویہ	امام احمد رضا محدث بریلوی	رضا اکیڈمی، ممبئ
۴۲	بہارِ شریعت	صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی	المجمع المصباحی، مبارکپور، اعظم گڑھ

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1

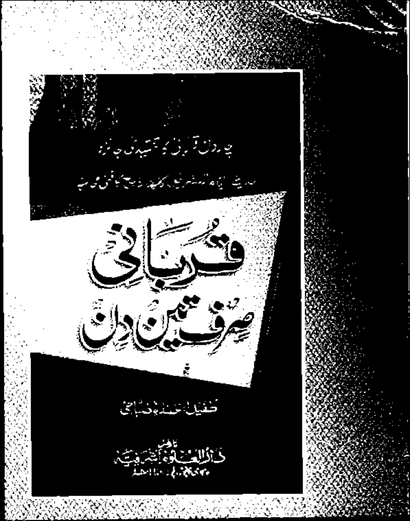

ایک مخلصانہ اپیل

دارالعلوم اشرفیہ پمپری، چنچوڑ، پونہ کا دینی وعلمی فیضان پونہ ہی میں نہیں بلکہ مہاراشٹر میں جاری ہے۔ دارالعلوم اشرفیہ نے جس برق رفتاری سے ارتقائی منزلیں طے کی ہیں، معاونین اس سے بخوبی واقف ہیں۔ مقامِ مسرت ہے کہ یہ ادارہ پورے مہاراشٹر میں اپنا زبردست اعتماد ووقار قائم کر چکا ہے اور روز بروز اس کی خدمات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس وقت اِدارہ کے اندر پانچ افراد پر مشتمل ایک متحرک اور فعال اسٹاف اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہے اور مختلف شعبوں میں حفظ وقرأت اور ناظرہ میں تقریباً ۸۰ر طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بیرونی طلبہ کی خوراک ورہائش اور اساتذہ وملازمین کی تنخواہوں پر ادارہ ایک خطیر رقم سالانہ خرچ کرتا ہے۔ لہٰذا یہ ادارہ بجا طور پر اہلِ خیر حضرات کی خصوصی توجہ کا طالب ہے۔

آپ تمام حضرات سے مخلصانہ گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ وعطیات اور صدقات وفطرات دے کر اپنے اس محبوب ادارے کو فروغ دیں اور دین ودنیا کی سعادتوں سے مالا مال ہوں۔ ہم آپ کے شکر گزار رہوں گے۔

الداعی الی الخیر

ناظم اعلیٰ مولانا محمد فیروز عزیزی صدیقی
نائب ناظم قاری رضاء المصطفیٰ خاں رضوی
Mob.: 09421945786
09823838399
09823186239

DARUL ULOOM ASHRAFIA
Pampari Chanchoor, Puna, Maharashtra

{Telegram} https://t.me/pasbanehaq1